THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT

Thursday, August 02, 2012
(84th Session)
Volume VIII No.05
(Nos.01-06)

CONTENTS

		Pages
1.	Recitation from the Holy Quran ……………………..	1
2.	Leave of Absence ………………….………………...	2
3.	Point of Order in Absence of Interior Minister from the House……………………………………………..	3-5
4.	Further Discussion on the Motion Regarding Law and Order Situation in Balochistan ………………….	6-65

Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad.

Volume VIII No.05 SP.VIII(05)/2012 15

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Thursday, August 02, 2012

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House), Islamabad at seven minutes past eleven in the morning with Mr. Acting Chairman (Mr. Sabir Ali Baloch) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ
خَشْيَةِ اللّٰهِ ؕ وَ تِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ
يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿٢١﴾ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَ
الشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ﴿٢٢﴾ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ
اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ
الْمُتَكَبِّرُ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿٢٣﴾ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ
الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ؕ يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۚ وَ
هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿٢٤﴾

ترجمہ: یہ قرآن کسی پہاڑ پر نازل کرتے تو تم اس کو دیکھتے کہ اللہ کے خوف سے دبا اور پھٹا جاتا ہے۔ اور یہ باتیں ہم لوگوں کے لیے بیان کرتے ہیں تا کہ وہ غور کریں۔ وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ پوشیدہ اور ظاہر کا جاننے والا۔ وہ بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔ وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں بادشاہ (حقیقی) پاک ذات (ہر عیب سے)، سلامتی، امن دینے والا، نگہبان، غالب، زبردست بڑائی والا۔ اللہ ان لوگوں کے

شریک مقرر کرنے سے پاک ہے۔ وہی اللہ (تمام مخلوقات کا) خالق، ایجاد و اختراع کرنے والا، صورتیں بنانے والا، اس کے سب اچھے سے اچھے نام ہیں جتنی چیزیں آسمانوں اور زمین میں ہیں سب اس کی تسبیح کرتی ہیں۔ اور وہ غالب حکمت والا ہے۔

(سورۃ الحشر، آیات 21 تا 24)

Mr. Acting Chairman: We will take the Leave applications.

Leave of Absence

جناب قائم مقام چیئرمین: ڈاکٹر محمد فروغ نسیم صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر گزشتہ 82ویں اور 83ویں اجلاس کے دوران مورخہ 5 تا 12 جون، 11 تا 13 جولائی اور موجودہ اجلاس کے دوران 27 جولائی تا 2 اگست کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: جناب مختیار احمد دھامرا صاحب ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 2 اور 3 اگست کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: جناب امر جیت صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 2 اگست کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: جناب عبدالحسیب خان صاحب ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 27 تا 31 جولائی اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: سید مظفر حسین شاہ صاحب ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 27 اور 30 جولائی کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: جناب محمد کاظم خان صاحب ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ یکم اگست کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

Point of Order

Absence of Interior Minister from the House.

جناب قائم مقام چیئرمین: جی مولانا عبدالغفور حیدری صاحب۔

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری: جناب چیئرمین! بلوچستان کی صورت حال پر کل سے بحث جاری ہے لیکن کل بھی جو تقاریر ہوئیں یا تجاویز سامنے آئیں، اس وقت وزیر داخلہ صاحب نہیں تھے اور متعلقہ وزارتیں جن کی ذمہ داری بنتی ہے ان کے لوگ بھی موجود نہیں تھے۔ آج پھر وزیر داخلہ صاحب نہیں ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: مولانا صاحب! وہ آرہے ہیں۔ ابھی ان کا ٹیلیفون آیا تھا کہ وہ آرہے ہیں۔

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری: جناب والا! کل میری بیس پچیس منٹ کی تقریر تھی۔ اس دوران وہ موجود نہیں تھے، اس کے بعد بہت ساری تقاریر ہوئیں لیکن وہ موجود نہیں تھے۔ آج بھی وہ آرہے ہیں۔ ہم بلوچستان کے مسئلے پر غور کر رہے ہیں، تجاویز دے رہے ہیں، اس مسئلے کا حل سوچ رہے ہیں اور ذمہ دار موجود نہ ہوں تو پھر آپ بتائیں کہ اس بحث کا کوئی فائدہ ہے؟

جناب قائم مقام چیئرمین: ابھی ان کا فون بھی آیا تھا۔ جہانگیر بدر صاحب! مولانا صاحب کی بات پر غور فرمائیں اور وزیر صاحب کو بلائیں۔

سینیٹر محمد جہانگیر بدر (قائد ایوان): انہوں نے مجھے کہا ہے کہ وہ آئیں گے اور یہاں ground realities بھی پیش کریں گے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی انہوں نے مجھے بھی فون کیا تھا and he is on his way. ہم بحث شروع کر لیتے ہیں جب وہ آئیں گے تو بحث کو windup کر لیں گے۔

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری: جناب قائد ایوان صاحب نے فرمایا کہ وہ ground realities بھی ایوان کے سامنے رکھیں گے، وہ تو ہمیشہ کہتے رہے ہیں کہ بلوچستان کے لوگ ملک

کے دشمن ہیں، وہ باغی ہیں، پاکستان کو نہیں مانتے، یہی ان کی تجاویز ہیں، ان کے علاوہ ان کے پاس اس مسئلے کا نہ کوئی حل ہے اور نہ کوئی مثبت تجویز ہے کہ اس مسئلے کو کیسے حل کرنا ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: مولانا صاحب! میں عرض کرتا ہوں کہ وہ Minister for Interior ہیں، انہیں مختلف ذرائع سے information ملتی ہے۔ وہ ابھی آرہے ہیں۔ زاہد صاحب! آپ شروع کریں۔

سینیٹر محمد زاہد خان: جناب چیئرمین! آپ نے کہا کہ وہ آرہے ہیں، ٹھیک ہے، کیونکہ آپ ہمارے لیے بہت محترم ہیں، ہم آپ کی بات مانتے ہیں لیکن گیلری میں وزارت داخلہ کا کوئی آدمی موجود نہیں ہے۔

(اس موقع پر گیلری میں بیٹھے ہوئے ایک شخص نے اپنے آپ کو اٹھ کر recognize کرایا)

سینیٹر محمد زاہد خان: یہ کیا ہے؟ یہ کون ہے؟ اس سے پوچھیں کہ یہ کیوں کھڑا ہوا؟ جناب والا! میں آپ سے بات کر رہا ہوں اور یہاں گیلری میں آدمی کھڑا ہو جاتا ہے، یہ کس rule کے تحت کھڑا ہوا؟

جناب قائم مقام چیئرمین: زاہد صاحب! سامنے وزارت داخلہ کے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں اور وہ آپ کو سن رہے ہیں۔

سینیٹر محمد زاہد خان: جناب چیئرمین! Secretary Interior وہاں نہیں یہاں اس گیلری میں بیٹھتے ہیں۔ ملک میں لوڈشیڈنگ ہو رہی ہے۔ میرے صوبے میں ساری سڑکیں بند ہیں، وزارت پانی و بجلی کا کوئی آدمی ادھر موجود نہیں ہے کہ اگر لوڈشیڈنگ پر بات ہو تو وہ notes لے سکے۔ ہمارے دو اجلاس ہو گئے ہیں، وزیراعظم صاحب نے ادھر آنا گوارا نہیں کیا، آپ سینیٹ کے ساتھ کیا کر رہے ہیں؟ جس وزیراعظم کو قومی اسمبلی میں نہیں مانتے تھے، وہ ہر روز یہاں آکر بیٹھ جاتے تھے۔ اس کے ساتھ بھی یہی ہو گا لیکن پھر یہ ہمارے پاس نہ آئیں۔ موجودہ وزیراعظم نے حلف اٹھایا اور آج تک سینیٹ کے اجلاس میں نہیں آئے، یہ کیا تماشا ہے؟ ہم پھر فوج یا کسی اور کو کیوں کوسیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جہانگیر بدر صاحب! آپ note کر لیں، it's a genuine grievance. جہاں تک وزیر داخلہ کا تعلق ہے تو Minister Sahib was supposed to go to Quetta today لیکن سینیٹ کے کہنے پر انہوں نے کوئٹہ کا پروگرام منسوخ کر دیا اور وہ ابھی آرہے ہیں۔

سینیٹر محمد جہانگیر بدر: جناب چیئرمین! میں نے یہاں کہا تھا کہ وزیراعظم صاحب اور وزیر صاحب بھی آئیں گے، وزیراعظم صاحب آج لاہور جارہے ہیں، انشاءاللہ کوشش کریں گے کہ اگلی مرتبہ وہ یہاں آئیں۔

سینیٹر سعیدہ اقبال: جناب چیئرمین! کل چیئرمین صاحب نے یہاں categorically کہا تھا کہ the Secretary Interior should be sitting here, where is the Secretary Interior?

جناب قائم مقام چیئرمین: وہ آجائیں گے۔

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری: میں سمجھتا ہوں کہ جس وقت تک وزیرداخلہ ایوان میں نہیں آتے، ہم اس وقت تک ایوان سے واک آوٹ کرتے ہیں۔ وزیر صاحب اس مسئلے کو غیر سنجیدہ لے رہے ہیں اس لیے ہم token walk out کرتے ہیں۔

(اس موقع پر جمعیت علمائے اسلام کے اراکین ایوان سے واک آوٹ کر گئے)

سینیٹر محمد جہانگیر بدر: جناب چیئرمین! جب میں یہاں یہ کہتا ہوں کہ وزیر صاحب آئیں گے تو وہ آجاتے ہیں، یہ کوئی magic نہیں ہے، یہ میں نے اپنا ایک system evolve کیا ہے کہ جب میں یہاں بات کرتا ہوں تو میرا office فوری طور پر ان کے office سے رابطہ کرتا ہے۔ ابھی بھی میرا office is communicating with the office of the Minister for Interior and he will definitely come.

جناب قائم مقام چیئرمین: جی راجہ صاحب۔

سینیٹر راجہ محمد ظفرالحق: جناب چیئرمین! آپ custodian of the House ہیں اور اگر کوئی دوسرا آدمی یہ بات کرے کہ وہ ابھی نہیں آئے، آپ بحث شروع کردیں تو وہ بات بھی عجیب لگے گی لیکن آپ کی موجودگی میں یہ تاثر نہیں ہونا چاہیے کہ دیواروں کے ساتھ یا کوئی Deputy Secretary or Section Officer notes لے رہا ہوگا، this is lowering the prestige of the House.

جناب قائم مقام چیئرمین: راجہ صاحب! میں آپ کو بہت ذمہ داری سے یہ بات کہہ رہا ہوں کہ ابھی آنے سے پہلے وزیر صاحب کا مجھے فون آیا تھا۔

سینیٹر راجہ محمد ظفر الحق: یہ درست ہے، ان کو وقت پر یہاں تشریف لانی چاہیے تھی، اگر وہ نہیں آئے تو اجلاس کو پندرہ منٹ کے لیے adjourn کر دیں اور جب وہ آئیں گے تو کارروائی شروع کر دیں۔

Mr. Acting Chairman: O.K. The House is adjourned for fifteen minutes till the minister comes.

[The House was then adjourned for fifteen minutes]

(پندرہ منٹ کے وقفہ کے بعد اجلاس دوبارہ جناب قائم مقام چیئرمین (جناب صابر علی بلوچ) کی زیر صدارت شروع ہوا)

جناب قائم مقام چیئرمین: زاہد صاحب! آپ ابھی شروع کریں گے؟

سینیٹر محمد زاہد خان: جیسے آپ کہتے ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: چونکہ آپ کو پہلے کہا تھا تو ابھی کر لیں۔

Further Discussion on the Motion Regarding law and Order Situation in Balochistan.

سینیٹر محمد زاہد خان: شکریہ، چیئرمین صاحب! آج بلوچستان کی صورت حال جو اس وقت بڑی تشویش ناک ہے، discuss ہو رہی ہے۔ وہاں کوئی بندہ محفوظ نہیں ہے۔ وہاں حکومت کی writ نہیں ہے۔ اس کے باوجود کہ ہماری agencies کہتی ہیں یہاں بیرونی قوت یا بیرونی ہاتھ ملوث ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے لیکن ہم کیا کر رہے ہیں؟ اگر ہم کسی کو یہ موقع دیں گے کہ بیرونی مداخلت ہماری وجہ سے ہو تو پھر کسی اور سے شکوہ تو نہیں کرنا چاہیے لیکن میں ساتھ ہی یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اگر آپ کسی کو پتھر ماریں گے تو وہ آپ کو گلدستے نہیں بھیجیں گے۔ یہ ہماری leadership نے اس وقت کہا تھا جب افغانستان میں سوویت یونین آیا اور پوری دنیا جہاد کے نام پر اکٹھی ہو گئی۔ آج اس دلدل میں ہم پھنسے ہوئے ہیں۔ صورت حال یہ ہے کہ آج پاکستان کا کوئی شہری محفوظ نہیں ہے، چاہے لاہور ہو، کراچی ہو، خیبر پختون خوا ہو، قبائلی علاقے تو یرغمال بن چکے ہیں۔ وہاں کوئی حکومت نہیں ہے۔ وہ دہشت گردوں کے نرغے میں ہیں۔ میں ایک بات ذرا واضح کرنا چاہتا ہوں۔ مولانا صاحب نے، ہمارے ایک ساتھی نے کہا کہ مولانا مشرف، اس کے ذہن میں شاید یہ بات آئی یا وہ سمجھ گئے کہ اس نے مولانا فضل الرحمٰن صاحب کہا، ہمیں بہت tough

time دیا۔ ہم سے بھی یہ بات کرنا چاہتے ہیں۔ نہیں، یہ وقت ایسی باتوں کا نہیں ہے۔ سن کر ذرا تحمل سے بات کریں تو زیادہ بہتر ہوگا۔ اگر ہم criticize کریں تو اس چیز پر کریں، اگر آپ پرویز مشرف کو مولانا فضل الرحمٰن کے ساتھ ملاتے ہیں تو یہ آپ کی مرضی ہے وہ آپ کے لیڈر ہیں۔ آپ ملا دیں ہمیں کیا فرق پڑے گا لیکن یہ کہ آپ ہمیں گالی دیں یہ آپ کو زیب نہیں دیتا کیونکہ ہم اس ملک کے اندر صبر اور تحمل سے سیاست کر رہے ہیں۔ ہم نے کبھی کسی کو نہیں کہا اور اگر ہمیں کوئی طعنہ دے کہ باچا خان جلال آباد میں دفن ہے تو میں یہ کہہ رہا ہوں کہ بالکل ہے کیونکہ وہ ساری پختون اور افغان قوم کا لیڈر تھا اور کسی ایک علاقے کا لیڈر نہیں تھا لیکن ہم نے کبھی سودا نہیں کیا۔ نیٹو سپلائی پر ہم نے سودا نہیں کیا، الیکشن لڑنے پر ہم نے سودا نہیں کیا۔ ہم پیپلز پارٹی کے ساتھ کھڑے ہوئے اور آج تک ہم نے ان کو بلیک میل نہیں کیا۔

میں اس وقت بلوچستان کے مسئلے پر آنا چاہتا ہوں کہ بلوچستان میں اس وقت مسئلہ کیا ہے۔ بلوچستان میں جن لوگوں کے ساتھ زیادتی ہوئی ان کی طرف تو آپ جاتے نہیں۔ آپ دیکھیں وہاں تین families ہیں۔ سردار ہیں آپ مانیں یا نہ مانیں۔ ہمارے ہاں اینکر بیٹھے ہوئے ہیں جو کہتے ہیں کہ سرداری نظام ختم۔ دیکھیں ان کا ایک کلچر ہے۔ اس کلچر کو آپ اس وقت تک نہیں ختم کر سکتے جب تک وہ موجود ہے۔ اکبر بگٹی کے ساتھ کیا ہوا، میرا بھائی اس پر ناراض ہوا کہ یہی مشرف مری میں مکھڑا دکھاتا ہے اور کہتا ہے بلوچستان والوں کو پتا نہیں ہے، یہ کہتا ہے کہ نہیں ہے۔ اس کو ایسے مار پڑے گی کہ پتا ہی نہیں چلے گا۔ وہ بگٹی صاحب جو اس ملک کا Interior Minister بنا، گورنر بنا اس کو غدار بنا کر مار دیا۔ آپ اس کی فیملی سے بات نہیں کرتے۔ آپ کیسے بلوچستان میں امن لے کر آئیں گے۔ آپ عطاء اللہ مینگل سے بات نہیں کرتے تو آپ وہاں کیسے امن لے کر آئیں گے؟ آپ خیر بخش مری سے یا ان کی فیملی سے بات نہیں کرتے تو آپ بلوچستان میں کیسے امن لائیں گے؟ صرف کہنے کی بات تو نہیں ہے کہ ہم کہہ دیں کہ ہم نے بلوچستان کے ناراض بھائیوں سے بات کرنی ہے۔ ناراض بھائیوں سے باتیں ایسے نہیں ہوتی ہیں۔ آپ steps اٹھائیں، آپ ان کے پاس جائیں اور ان کے grievances کو دور کریں۔ اگر نہیں کریں گے تو وہی مشرقی پاکستان والی صورت حال پیدا ہوگی۔ ایسا نہیں کہ مکتی باہنی کے خلاف ہم کھڑے ہوگئے اور وہاں پر لوگوں کو مارنا شروع کیا اور پھر بنگال کا حشر آپ نے دیکھا۔ آج ہم ادھر پھر اگر وہی action کریں گے، Interior Minister Sahib باہر نکل گئے، میں ایک درخواست کرتا ہوں اور میں یہ بات اس لیے کرتا ہوں کہ بلوچ بھائی آج کہہ رہے ہیں کیونکہ ایف سی کا نام ایسا ہے کہ جو میرے صوبے میں ہے وہ ایف سی میں ہے حالانکہ وہ نہیں ہے لیکن وہ یہی

اعتراض کرتے ہیں کہ پختون جرنیل آتے ہیں اور ہمیں مارتے ہیں۔ مظلوم قومیتوں کی اور ہماری ایک رائے رہی ہے۔ بلوچی اور ہم اکٹھے رہے ہیں، سندھی اور ہم اکٹھے رہے ہیں فیڈریشن کے خلاف نہیں ہوں لیکن فیڈریشن ہمارا حق نہیں دے رہی تھی، آج اس کو change کروا رہے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ پختون ہے اور ایف سی کا کمانڈنٹ پختون ہے۔ اس لئے مارے جا رہے ہیں۔ مہربانی کرکے ہمیں ان چیزوں میں ملوث نہ کریں۔ ہم بلوچ بھائیوں کے مطالبات کو جائز سمجھتے ہیں۔ وہ غلط نہیں کہہ رہے ہیں۔ وہ دہشت گرد نہیں ہیں۔ وہ اپنا حق مانگ رہے ہیں اور آپ نے ساٹھ سالوں سے ان کا حق نہیں دیا۔ وہ اس نہج پر آگئے ہیں کہ وہ آپ کے ساتھ رہنا نہیں چاہتے۔ آپ مہربانی کرکے ان کے ساتھ بیٹھ جائیں۔ ان کے گلے شکوے دور کریں۔ ایسے نہیں ہوگا کہ آپ کوئٹہ جا کر وہاں سے واپس آجائیں اور کہیں کہ ہم ناراض بھائیوں کی ناراضگی دور کرنا چاہتے ہیں۔ اس وقت یہ تین families ہیں۔ چیئرمین صاحب! آپ مجھ سے بہتر جانتے ہیں کہ بلوچستان کا، بلوچوں کا اپنا ایک کلچر ہے۔ وہاں ابھی تک وہ لوگ سردار کو مانتے ہیں۔ نہ میں ان کے ذہن سے ان کو نکال سکتا ہوں نہ آپ نکال سکتے ہیں اور نہ اور کوئی پاکستانی نکال سکتا ہے۔ خود بلوچی اٹھے اور بات کرے تو ان کا حق بنتا ہے۔ آج یہ صورت حال ادھر کیوں ہے؟ کیوں وہاں کوئی محفوظ نہیں ہے؟ وہاں پر فرقہ واریت ہے۔ ہزارہ کو مارا جا رہا ہے یا ہزارہ کے بدلے اور جو کچھ ہو رہا ہے یہ سارے ایسے issuesہیں۔ ان کے لئے اگر ایسے سوچیں کہ اس میں بیرونی ہاتھ ہیں، بیرونی ہاتھ ہوگا لیکن اس ہاتھ کو موقع کس نے دیا؟ اگر ہم دیں گے تو جو ہم کر رہے تو ہمارے ساتھ بھی وہی کچھ کریں گے۔ اس لیے ہم پر بھی بہت الزامات ہیں۔ ایران ہم سے ناراض ہے، چائنا ہم سے ناراض ہے، افغانستان ہم سے ناراض ہے، ہندوستان ہم سے ناراض ہے تو پھر ہمارے دوست کون ہیں پھر۔ اگر ہم سے وہ ناراض ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ آپ لوگ پالتے ہیں اور ہمارے پیچھے بھیجتے ہیں تو پھر اگر ان کو موقع ملے گا تو ظاہر ہے وہ بھی اپنا کام کریں گے۔ اس لیے اس کو اس حد تک لینا کہ جی بیرونی قوتیں، بیرونی ہاتھ ہیں تو یہ تو ہم نے خود کیا اور ہماری اسٹیبلشمنٹ نے کیا۔ جو اس خطے میں دنیا کی war لے کر آئے، میں کسی اور کا نام نہیں لوں گا پھر کوئی سیخ پا ہو جائے گا۔ جب ہم اس کو جہاد کا نام دیتے تھے، جب ضیاء الحق نے یہاں پر جہاد کے لیے اپنا کندھا پیش کیا اور امریکہ مہربان تھا کہ وہ جہاد کے لیے افغانستان آگیا۔ ہم نے یہ نہیں سوچا کہ کیا یہ مسلمان ہیں جو جہاد کے لئے آرہے ہیں؟ ایسے بھی لوگ تھے اور اس وقت مذہبی پارٹیوں سے متعلق لوگوں سے جب بات کرتے تھے کہ دیکھیں روس غلط ہے یا ٹھیک ہے، اگر روس عیسائیت پر believe کرتا ہے تو امریکن بھی کرتے ہیں تو وہ کہتے کہ وہ اہل کتاب ہیں۔ اب ان اہل کتاب نے یہاں پر قبضہ جما رکھا ہے۔ اس میں ان

سب قوتوں کا ہاتھ ہے اور وہ سارے ان کے مجرم ہیں۔ آج ایک دلدل میں ہم چلے گئے ہیں، ہماری معیشت بیٹھ رہی ہے، ہمارا کوئی بندہ محفوظ نہیں ہے۔ بے چارے بچے، خواتین دہشت گردی کی نذر ہو رہے ہیں۔ روز کہیں نہ کہیں بم پھٹ جاتا ہے جس میں بے گناہ لوگ مارے جاتے ہیں اور پھر کون accept کرتا ہے وہ بھی آپ کے سامنے ہے۔ اس لیے ہمیں بلوچستان کی طرف توجہ زیادہ دینی ہو گی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جو دہشت گردی ملک کے اندر ہے اس میں اور بلوچستان میں دہشت گردی میں فرق ہے، میں آج بھی کہتا ہوں کہ اس میں فرق ہے۔

ہمیں ان کے ساتھ جا کر بات کرنی ہو گی۔ آپ ان کے پاس جائیں گے تو کیا فرق پڑ جائے گا۔ ان کے grievances ہیں، بگٹی صاحب کے قاتل کے خلاف ویسے بھی سزا کا اعلان ہے لیکن اس میں صرف وہ بندہ نہیں ہے۔ اس کے ساتھ جو لوگ بیٹھے ہوئے تھے اس وقت جو ان کے غیر آئینی اور غیر قانونی اقدامات کو تحفظ دیتے تھے، چاہے judiciary ہو اور چاہے political parties ہوں ان سب کے خلاف مقدمہ چلانا چاہیے کیونکہ اس نہج پر ہم اس وجہ سے پہنچے ہیں۔ اس وقت بلوچستان ہمارا ایسا صوبہ ہے کہ وہاں پر کوئی بندہ جاتا ہے تو ڈرتا ہے اور سوچتا ہے۔ آپ کے officials بھی جانا نہیں چاہتے۔ اس لیے میری گزارش ہے کہ آپ ان تینوں بڑے لیڈروں کے ساتھ بیٹھ جائیں اور ان سے بات کریں اور ان سے کہیں کہ آپ کے grievances ہم دور کرنے کے لیے تیار ہیں، آپ کی demands پر ہم بات کرنے کو تیار ہیں۔ آپ کی طرح ہم بھی آپ کے قاتلوں کے خلاف ہیں۔ اگر آپ یہ نہیں کریں گے اور آپ ان کو تسلی نہیں دیں گے تو آپ کے بلوچستان کے حالات ٹھیک نہیں ہو سکتے۔ صرف اس بات پر ہم نہ رہیں کہ اس میں بیرونی ہاتھ ہے، بیرونی مداخلت ہے۔ وہ ہوتا رہے گا، ہو گا کیونکہ ہم پر بھی الزامات ہیں کہ ہمارے ہمسایہ ملکوں کے حالات میں ہمارا ہاتھ ہے۔ ہم وہاں کے دہشت گردوں کی support کرتے ہیں تو ظاہر ہے کہ وہ بھی اس سے فائدہ اٹھائیں گے۔ اس لیے میری عرض ہے کہ حکومت کو چاہیے کہ ان لیڈروں کے ساتھ بیٹھ جائیں جو بلوچستان کے لیڈر ہیں ان کو ہم مانیں یا نہ مانیں لیکن وہ ہیں اور بلوچ، ان کو تسلیم کرتے ہیں۔ اگر وہ تسلیم کرتے ہیں تو ان سے بات کریں۔ کونسی قیامت آجائے گی۔ کیا قباحت ہے۔ آپ کا کیا چلا جائے گا؟ بات کریں، وہ مانیں تو ٹھیک نہ مانیں تو آپ ان کو بتا دیں کہ ہم ان کی ہر ایک بات ماننے کو تیار ہیں۔ اگر مجیب الرحمان سے بات کرتے تو شاید آج بنگلہ دیش نہ ہوتا مگر آپ نے بات نہ کی۔ آج بھی اگر آپ ان سے بات کر لیں تو آپ کی بہت مہربانی ہو گی۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ۔ سینیٹر فرحت اللہ بابر صاحب۔

سینیٹر فرحت اللہ بابر: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ شکریہ، جناب چیئرمین! کہ آپ نے مجھے بلوچستان کی صورتحال پر اپنے خیالات کے اظہار کا موقع دیا۔ اب تک اس موضوع پر یہاں بات ہوئی بلوچستان میں بین الاقوامی سازشوں کی، یہاں بات ہوئی بلوچستان کے ساتھ ماضی کی بے رخی کی۔ مجھے ان تمام باتوں سے اتفاق ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ کچھ بین الاقوامی قوتیں بلوچستان میں غیر ضروری دلچسپی لے رہی ہیں اور اس میں بھی کوئی شک نہیں ہے کہ ماضی میں اسلام آباد نے بلوچستان سے بے رخی کی ہے اور جو کچھ ہو رہا ہے اس میں ان دونوں عناصر کا ہاتھ ہے لیکن میں جناب چیئرمین! جس طرح فاضل سینیٹر فتح محمد حسنی صاحب نے کل کہا تھا کہ ہمیں موجودہ صورتحال اور اس کے بارے میں کچھ تجاویز دینی چاہئیں rather than dwelling too much into the past. بلوچستان کے مسئلے کے کئی perspectives ہیں لیکن میں ایک perspective پر روشنی ڈالوں گا اور پھر اس کے متعلق اپنی چند تجاویز بھی پیش کروں گا۔

یہ امر باعث اطمینان ہے کہ فاضل Interior Minister یہاں پر ہیں اور ان کی وزارت کا سینیئر عملہ بھی موجود ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ وہ ان تجاویز کا نوٹس لیں اور مجھے یقین ہے کہ وہ ان تجاویز کا نوٹس لیں گے اور جب وہ اپنی winding up تقریر کریں گے تو اس میں ان تجاویز کے بارے میں بھی بات کریں گے۔ جناب چیئرمین! ہم نے دیکھا کہ بلوچستان میں packages دیے گئے، بلوچستان کے بارے میں committees بنیں اور بڑے liberal packages دیے گئے۔ ایک نہیں، دو نہیں، تین کمیٹیاں بنیں۔ کمیٹیوں نے اپنی سفارشات بھی پیش کیں لیکن بات وہی ہے، کوئی تبدیلی نہیں آئی اور جس طرح غفور حیدری صاحب نے کل کہا تھا کہ بلوچستان میں ایک ذہن develop ہوا ہے اور اس ذہن کے اندر اب ایک نفرت جنم لے رہی ہے تو خواہ ترقیاتی packages ہوں یا کمیٹیاں بنیں ان سے بات نہیں بنے گی۔ اس وقت موجودہ صورتحال میں جناب چیئرمین! بلوچستان کے عوام کی نہ ملازمتوں سے تشفی ہوتی ہے، نہ packages سے ہوتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت ان کا ایک گھمبیر مسئلہ ہے ویسے تو یہ مسئلہ پورے ملک کا ہے لیکن بلوچستان میں اس مسئلے کی sinister dimension ہے اور وہ مسئلہ ہے لاپتا افراد کا۔ لوگ اٹھا لیے جاتے ہیں، اغواء ہو جاتے ہیں، ان کے whereabouts کا کوئی پتا نہیں چلتا، ان کے بارے میں یہ بھی پتا نہیں ہوتا کہ وہ زندہ ہیں یا ان کو مار دیا گیا ہے اور جب سپریم کورٹ حکم دیتی ہے کہ ان لوگوں کو برآمد کیا جائے تو ان کی لاشیں سڑکوں پر ملتی ہیں۔ یہ وہ چیز ہے جس سے بلوچستان میں، جس طرح غفور حیدری صاحب نے کہا تھا کہ نفرت جنم لے رہی ہے اور بلوچستان کے عوام اگر state اور society دونوں سے alienate ہو رہے ہیں تو

اس alienation میں اس چیز کا دخل ہے missing persons and enforced disappearances کا، جو سارے پاکستان میں ہے لیکن بلوچستان میں اس نفرت کی یہ سب سے بڑی وجہ ہے۔ یہ میں اس لئے کہہ رہا ہوں جناب چیئرمین! کہ گزشتہ دنوں human rights وزارت کی رپورٹ چھپی تھی کہ 2011 میں 150 افراد لاپتا ہوئے اور ان میں سے 108 افراد کا تعلق بلوچستان سے تھا۔ حکومت نے جو کمیشن بنایا ہے a Commission on the enforced disappearances ان کی رپورٹ کے مطابق 2011 کے آخر تک تو 138 cases تھے لیکن جنوری 2011 سے لیکر جون 2012 تک یعنی 18 ماہ کے عرصے میں ان میں 634 نئے cases کا اضافہ ہوا جن میں اکثریت بلوچستان کی ہے۔ جب ان کی اکثریت بلوچستان سے ہو اور جب ان کی لاشیں ملیں اور اس وقت جب عدالت حکم دے کہ ان کو برآمد کیا جائے تو ایک تاثر پیدا ہوتا ہے اور وہ تاثر unfortunately جناب چیئرمین! یہ ہے کہ Baloch dissidents are being exterminated by somebody without regard to sane advice and without regard to dictates of law. یہ جو perception ہے اس سے جناب چیئرمین! نفرتیں جنم لے رہی ہیں۔ میں جو تجاویز کی بات کررہا تھا۔ میں تجاویز پیش کروں گا کہ اس issue کو کیسے address کیا جائے تاکہ جو نفرتوں کی دیوار کھڑی ہورہی ہے اس دیوار کو گرایا جاسکے۔

جناب چیئرمین! یہ گھمبیر مسئلہ اس لئے بھی ہے، میں اس کو شاید ایوان میں اس طرح سے نہ اٹھاتا لیکن آپ کو یاد ہوگا کہ گزشتہ مئی کے مہینے میں بلوچستان، کوئٹہ میں جب سپریم کورٹ میں اس کیس کی سماعت ہورہی تھی تو اس وقت ایک FIR کی کاپی دکھائی گئی، ایک ایجنسی کے ایک افسر کو اس میں ملوث دکھایا گیا۔ اس وقت جو ایک SHO سپریم کورٹ میں کھڑے تھے وہ رو پڑے اور انہوں نے کہا کہ ہمارا ایک قیدی ہم سے زبردستی چھڑوا لیا گیا اور ہمارے ایک سینیئر افسر کو کچھ طاقتور لوگوں نے اغواء کیا ہے۔ یہ میں اس لئے آپ کو بتا رہا ہوں کہ یہ سارا case reported ہے اور میں اس لئے کہہ رہا ہوں to bring the issue into the focus. میرا کوئی اور مقصد نہیں ہے، میں صرف اس issue کو focus کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین! اس issue کو address کرنے کے لیے میری پہلی تجویز یہ ہے کہ ہم state of denial سے نکل آئیں۔ جس طرح محترمہ کلثوم پروین نے کل کہا تھا کہ ہم سچ بولیں۔ ہمارا پہلا کام یہ ہونا چاہیے کہ ہمیں لگی لپٹی بات نہیں کرنی چاہیے۔ یہ admit کرنا چاہیے کہ لاپتا افراد کا مسئلہ ہے، سنگین مسئلہ ہے اور یہ بلوچستان میں نفرتوں کو جنم دے رہا ہے اور اس کو

حل کرنے کی ضرورت ہے۔ میں نے state of denial کو دیکھا ہے۔ میں نے 1971 میں وہ منظر بھی دیکھا جب بنگلہ دیش بننے سے دو روز پہلے بھی ہم denial کر رہے تھے اور state of denial has led to dismemberment of this country, let's not leave it in the state of denial. I shudder to think about the consequences of perpetually leaving it in a state of denial. تو میری پہلی یہ تجویز ہو گی that let's shed this thing of leaving in a state of denial. جناب چیئرمین! میری دوسری تجویز یہ ہے کہ حکومت نے ایک کمیشن بنایا تھا commission on the enforced disappearances. اس کمیشن نے ایک رپورٹ بھی دی ہے اور بعد میں ایک دوسرا کمیشن بھی بن گیا۔ میری دوسری تجویز یہ ہے کہ پہلے کمیشن کی رپورٹ کو شائع کیا جائے اور اس کی سفارشات پر عمل درآمد بھی کیا جائے۔ اس کمیشن کی جو پہلی سفارش تھی وہ یہ تھی کہ چونکہ سیکورٹی کے اداروں کے پاس پولیس کے اختیارات نہیں ہیں، اس لیے ایسا قانون بنایا جائے جس میں سیکورٹی کے اداروں کے پاس arrest or detention کے اختیارات ہوں اور ساتھ ہی accountability بھی ہو، ساتھ ہی legal process بھی ہو تا کہ اگر کسی بندے کو سیکورٹی ایجنسی نے اٹھایا ہے تو وہ لاپتا نہ ہو۔ یہ Enforced Disappearance Commission کی پہلی سفارش تھی اور میری گزارش ہو گی کہ اس کمیشن کی رپورٹ کو نہ صرف شائع کیا جائے بلکہ اس کی سفارشات پر عملدرآمد بھی کیا جائے بالخصوص اس recommendation No.1 پر مناسب قانون سازی کی جائے۔ جناب چیئرمین! اگر آپ کو یاد ہو تو پچھلے دنوں اسلام آباد میں International Jurists Conference ہوئی تھی اور اس میں انہوں نے یہ کہا تھا کہ پاکستان کے جو قوانین ہیں for dealing with terrorists وہ بین الاقوامی قوانین سے مطابقت نہیں رکھتے۔

میری تیسری تجویز یہ ہے کہ چونکہ سیکورٹی ایجنسیوں کو ہمیشہ یہ شکایت رہی ہے اور کافی حد تک یہ شکایت درست رہی ہے کہ اگر وہ لوگوں کو پکڑلیں تو پھر جو موجودہ قانونی ڈھانچہ ہے اور جو prosecution کی صلاحیت ہے وہ مجرموں کو کیفر کردار تک نہیں پہنچا سکتے۔ جناب چیئرمین! گزشتہ دنوں اسی پارلیمان میں ATC کے قانون میں ترمیم کا بل لایا گیا تھا لیکن بوجوہ وہ پاس نہیں ہو سکا اور واپس وزارت داخلہ کو بھیجا گیا۔ لہٰذا میری وزارت داخلہ سے تیسری تجویز یہ ہو گی کہ جس ATC کے قانون میں تبدیلیاں لانا چاہتے تھے، تمام stakeholders کی مشاورت

کے ساتھ لائیں تا کہ بنیادی حقوق بھی پامال نہ ہوں اور مجرم بھی سزا سے نہ بچ سکیں۔ اس قانون میں مناسب ترمیم کرکے قانون سازی کی جائے۔ This was my third proposal.

جناب چیئرمین! میری چوتھی تجویز یہ ہے کہ ایک بین الاقوامی convention ہے، International Convention on Prevention of All Persons from Enforced Disappearances. یہ ایک بین الاقوامی convention ہے۔ ہم نے کئی بین الاقوامی conventions sign کیے ہیں اور ratify بھی کیے ہیں اور حال ہی میں ہم نے ایک Convention Against Torture بھی sign کیا ہے اور لاپتا ہونے سے اور enforced disappearance سے زیادہ بڑھ کر torture کیا ہو سکتا ہے۔ لہٰذا اگر ہم نے Convention Against Torture پر دستخط کیے ہیں تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ ہم اس international convention on protection of all persons from enforced disappearances پر دستخط نہ کریں۔ میں سمجھتا ہوں اور یہ میری چوتھی تجویز ہے کہ ہمیں اس convention پر فوراً دستخط کرنے چاہییں، ratify کرنا چاہیے۔ جناب چیئرمین! اس کا کیا فائدہ ہوگا؟ اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ اس convention کو sign کرنے سے ایک right establish ہو جاتا ہے، the right to establish truth regarding three things; circumstances of the enforced disappearance, کہ جو بندہ غائب ہوا تھا، کیا حالات تھے، کون لوگ آئے تھے، کیا ہوا تھا۔ دوسرا اس سے یہ فائدہ ہوگا کہ it will establish truth regarding the progress and results of the investigation کہ کیا کوئی progress ہوئی ہے، نتیجہ کیا نکلا؟ تیسرا فائدہ اس convention کے sign کرنے سے یہ ہوگا کہ اس لاپتا شخص کی fate کا پتا چل جائے گا کہ وہ زندہ ہے یا مر گیا ہے۔ لہٰذا یہ میری تجویز تھی کہ اس convention پر بھی دستخط کیے جائیں۔

جناب چیئرمین! میری پانچویں تجویز اسی سے متعلق ہے اور وہ یہ ہے کہ اخباری اطلاعات کے مطابق United Nations کا ایک working group on enforced disappearances غالباً اگلے ماہ پاکستان آنے والا ہے۔ انہوں نے پاکستان آنے کی درخواست ستمبر 2010 میں کی تھی، اس بات کو بھی دو سال ہو گئے ہیں لیکن اب میڈیا کی رپورٹ کے مطابق وہ اس سال ستمبر میں آ رہے ہیں۔ میری تجویز ہو گی کہ ہماری وزارت داخلہ اور حکومت ان کے ساتھ مکمل تعاون کرے تا کہ ہم پر جو الزامات لگ رہے ہیں یا ہماری ایجنسیوں پر جو الزامات لگ رہے ہیں، ہم in a transparent and fair manner ان کو دور کر سکیں اور اگر

United Nations کو ہم نے صحیح طریقے سے visit کے working group کے اس
نہیں سنبھالا تو میں سمجھتا ہوں کہ بلوچستان کے نوجوانوں کے لیے یہ ایک بہت بڑا دھچکا ہوگا کیونکہ
میں سمجھتا ہوں کہ وہ اس گروپ کے visit کی طرف بڑی امید کے ساتھ دیکھ رہے ہوں گے۔ لہٰذا
میری پانچویں تجویز یہ تھی کہ جو UN کا group مجوزہ دورے پر آرہا ہے، ہم ان کے ساتھ تعاون
کریں کیونکہ ان کے ساتھ جو ہمارا relationship ہے اسی سے ہم کو credibility ملے گی اور
اگر وہ ہم کو کچھ تجاویز دیں تو ہمیں ان پر غور کرنا چاہیے۔

جناب چیئرمین! میری چھٹی تجویز یہ ہے کہ جیسے زاہد خان صاحب نے کہا کہ بلوچ سرداروں سے بات کی جائے۔ ہاں، بالکل ہونی چاہیے۔ میں اس بات کا گواہ ہوں کہ کم از کم صدر پاکستان کے level پر کوشش ہوئی ہے۔ عطاء اللہ مینگل صاحب کے بیٹے کی رہائی اور حربیار مری کے خلاف جو لندن میں مقدمہ جنرل مشرف نے قائم کیا تھا، اس سے ان کو چھڑانا۔ اس طرح کئی اور مثالیں ہیں۔ سرداروں کے ساتھ بات ہونی چاہیے، بالکل ہونی چاہیے اور میں سمجھتا ہوں کہ شاید ہو بھی رہی ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ بلوچ نوجوانوں سے بھی بات کی جائے۔ بلوچ نوجوان بلوچستان اور پاکستان کا مستقبل ہیں۔ لہٰذا ہم جہاں سرداروں سے بات کریں، بلاشبہ کریں، یقیناً ہمیں کرنی چاہیے، میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں وہاں کے نوجوانوں کو سینے سے لگانا چاہیے تاکہ نفرتوں کی ان دیواروں کو گرایا جا سکے۔

جناب چیئرمین! میں نے آپ کا بڑا وقت لیا اور میں آپ کا شکر گزار ہوں اور مجھے امید ہے کہ وزیر داخلہ صاحب ان معروضات پر غور کریں گے۔

Mr. Acting Chairman: Thank you Senator Farhatullah Babar sahib.

آپ نے واقعی بہت اچھی suggestions دیں اور یہاں پر وزیر داخلہ بیٹھے ہوئے ہیں، ان کو غور کرنا چاہیے۔ ایک اور چیز میں نے دیکھی ہے کہ مختلف سیمینارز، مختلف NGOs, forum, یہاں پر اسلام آباد میں بیٹھ کر بلوچستان کے issues کو discuss کرتے ہیں، یہاں پر سیمینارز منعقد کرتے ہیں۔ ان کو چاہیے کہ اگر وہ واقعی sincere about Balochistan affairs, they should go to Balochistan, not only in Quetta, they should go to Sibbi, Turbat, Khuzdar, Panjgoor, Gwader, Naal, وہاں جا کر لوگوں سے ملیں، ان سے بات کریں، ان کی رائے معلوم کریں۔ وہاں پر سیمینارز کریں، وہاں awakening لے آئیں۔ یہ میری ایک تجویز ہے۔ جی سینیٹر حافظ حمد اللہ صاحب۔

سینیٹر حافظ حمد اللہ : میں وزیر داخلہ جناب رحمٰن ملک صاحب اور سیکرٹری داخلہ جناب خواجہ صدیق اکبر صاحب کی توجہ بھی چاہتا ہوں کہ کل کوئٹہ میں ایک ماہر ڈاکٹر جناب غلام رسول صاحب جو ایک psychiatrist ہیں اور بلوچستان کے ماہر ڈاکٹروں میں سے ایک ہیں، کو اغوا کیا گیا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ کل ہی ایک واقعہ ہوا جو ان واقعات کا تسلسل ہے، تقریباً ایک سال سے کوئٹہ میں ۔مختلف مکاتب فکر کے علماء دو درجن سے زیادہ شہید کیے گئے ہیں۔ کل شیخ الحدیث حافظ عبدالواحد صاحب ، مولانا عبدالغفور لہڑی صاحب کے بیٹے پر قاتلانہ حملہ ہوا اور جو قاتلانہ حملہ کرنے والے تھے وہ گرفتار بھی ہوئے۔دونوں گرفتار مسلح تھے۔ جو ۲۴ علماء target ہوئے اس کے تین target killers آج سے دو مہینے پہلے گرفتار ہو چکے ہیں ۔ وہ پولیس کی custody میں ہیں ۔ میں رحمٰن ملک صاحب سے آپ کے توسط سے ایک گزارش کرتا ہوں کہ یہ بھی note کریں کہ ان کا پس منظر کیا ہے ، بیک گراونڈ کیا ہے۔کہاں سے یہ لوگ آرہے تھے ہم نے سنا ہے کہ یہ لوگ خیبر پختونخوا سے باقاعدہ آتے ہیں اور ان کا تعلق بنگش قوم سے ہے۔ یہ ادھر آتے ہیں ، علماء کو target کرتے ہیں اور پھر واپس جاتے ہیں اور اس کے بعد دوسرا گروپ آتا ہے۔ لہذا اس پس منظر میں رحمٰن ملک صاحب سے یہی گزارش کرتا ہوں کہ آپ یہ نوٹ کریں جو تین target killer آج سے دو مہینے پہلے گرفتار ہو چکے ہیں اور انہوں نے پولیس کے سامنے اعتراف کیا ہے اور پولیس کے باقاعدہ ذمہ دار نے پریس کانفرنس کی ہے،انہوں نے اعتراف کیا ہے کہ ان علماء کو چن چن کر ہم نے مارا ہے ۔اس بارے میں ان سے گوش گزار کروں گا کہ انہوں نے تفصیل بتائی ہے کہ اور بھی ماریں گے یہ ہماری لسٹ میں تھے ۔ اسی طرح ہمارے سابقہ منسٹر مولانا عطاء اللہ لنگوہ صاحب، آپ جانتے ہوں گے کہ قلات منگوچر سے ان کا تعلق ہے اور 1988 سے صوبائی اسمبلی کے رکن منتخب ہو کر چلے آرہے ہیں ۔ان کے بیٹے کو یکم جون کو جس دن بجٹ کا دن تھا شہید کیا گیا وہ دو target killer بھی گرفتار ہیں ۔ میں رحمٰن ملک صاحب سے گزارش کرتا ہوں کہ انہوں نے کوئٹہ جانا ہے ۔اس کا بھی ضرور پوچھیں۔ایک اور بات عرض کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ جو لوگ بلوچستان میں اغواء ہو رہے ہیں، لاپتا ہو رہے ہیں ،۔۔۔

جناب قائم مقام چیئرمین : مولانا صاحب آپ نے کل تقریر میں بتایا تھا ۔اب آپ please بیٹھ جائیں۔اب دوسرے مولانا صاحب بھی تقریر کریں گے اور وہ بھی ان چیزوں کو point out کریں گے۔ یہ ڈاکٹر کا اغواء یقینی افسوس ناک بات ہے ۔ اس سے ہم سب concerned ہیں اسی وجہ سے تو آج یہ بحث ہو رہی ہے۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین: اس کو روک لیا ہے۔ دیکھیں، انہوں نے ڈاکٹر کے اغواء کی بات کی۔ مولانا صاحب آپ تشریف رکھیں۔

سینیٹر عبدالنبی بنگش: انہوں نے ہماری قوم کا نام لیا ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: بنگش صاحب آپ اپنی تقریر میں اس کا جواب دے دیں۔ Please آپ تشریف رکھیں۔ حاجی صاحب آپ point of order پر ہیں۔ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: جناب چیئرمین! Lahore High Court is not super High Court لاہور ہائیکورٹ نے ایک observation دی ہے بجلی کی تقسیم کے حوالے سے، انہوں نے ایک تو یہ کہا ہے کہ چیف جسٹس بندیال صاحب نے distribution وہ کیسے فیصلہ کر سکتے ہیں equitability among the provinces, who he is? اور دوسرا آگے چل کر وہ کہتے ہیں کہ پنجاب میں تو چوری نہیں ہوتی باقی صوبوں میں چوری ہوتی ہے۔ جناب ہم judiciary کا احترام کرتے ہیں لیکن judiciary کو اپنا احترام ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے۔ اب لاہور ہائیکورٹ میں اگر ایک فیصلہ ہو جاتا ہے کہ تمام پاکستان میں distribution equitability پر ہو اور جہاں پیدا ہوتی ہے اس کو کچھ نہ ملے صرف 13% ملے تو کل میں پشاور ہائیکورٹ سے ایک فیصلہ لے آؤں گا جو پنجاب کے مفاد کے خلاف ہو گا تو آپ کی وساطت سے میرا خیال ہے کہ وزیر قانون کے ذریعے ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ ہائی کورٹس اپنے دائرہ کار میں رہ کر کام کریں۔ اگر وہ ہمارے صوبے کے معاملات میں اور پاکستان کے دوسرے صوبوں کے معاملات میں مداخلت کرتے ہیں تو یہ روایت پاکستان کے مفاد میں نہیں ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: یقیناً، جی حاصل خان بزنجو صاحب۔

سینیٹر میر حاصل خان بزنجو: جناب چیئرمین! میں آپ کا مشکور ہوں اور میں ڈار صاحب کا بھی مشکور ہوں کل انہوں نے مجھے یہ کہا تھا کہ اس debate کی opening میرے بجائے آپ کریں۔ مگر کچھ پرانی commitments کی وجہ سے میں کل یہاں موجود نہیں تھا۔

چیئرمین صاحب! میں آپ دوستوں کی تھوڑی توجہ کچھ data کی طرف چاہوں گا کہ وہ اس پر توجہ دیں۔ لیکن بلوچستان کے حوالے سے دعویٰ کرنا، جیسے آپ خود کہہ رہے تھے کہ سیمینار، discussion, planning وہ تمام اپنی جگہ پر ہیں but where is Balochistan now? آبادی صرف 80 لاکھ ہے جس کی سرزمین 44% پاکستان ہے۔ سیاسی اور جغرافیائی اہمیت کوئی

وزیر اعظم ، کوئی صدر ، کوئی پاکستان کا لیڈر چاہے وہ مذہبی جماعت سے ہو یا لبرل ہو،ڈیمو کریٹ ہو،جب پوری دنیا میں پاکستان کا نقشہ پیش کرتا ہے کہ this is the importance of Pakistan اور اس کے خدوخال کی importance کو دیکھیں that is Balochistan جو سنٹرل ایشیاء میں power corridor ہے اگر ان corridors کو، powers کو ان تمام چیزوں کو اکٹھا کریں تو ultimately آپ بلوچستان ہی پہنچتے ہیں ۔ایران سے بارڈر ، افغانستان سے بارڈر، پاکستان کے تمام صوبوں سے بارڈر ہیں اس وقت بلوچستان میں سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ وہاں پر پانی نہیں ہے۔ جناب ، آپ کو حیرت ہوگی کہ per annum ہر سال دس ملین ایکٹر فٹ پانی بلوچستان کا آپ کے سمندر میں گر کر ضائع ہو رہا ہے ۔اتنے ملین ایکٹر فٹ پانی آپ کا ضائع ہو رہا ہے اور آپ کہتے ہیں کہ بلوچستان میں پانی نہیں ہے، یہ بڑا خشک علاقہ ہے۔ جناب ، ہمارا نہیں ہے، یہ بلوچ کا نہیں ہے۔This is UNDP جس میں بلوچستان development index کے مطابق پاکستان میں کم ترین سطح پر اضلاع بلوچستان میں ہیں جن میں آوران،ڈیرہ بگٹی اور موسیٰ خیل ہیں جو پورے پاکستان میں سب سے کم ترین development Index پر آتے ہیں، پاکستان میں جو تین ڈسٹرکٹ ہیں تینوں کا تعلق بلوچستان سے ہے ۔ایک پشتون ایریا میں ہے ایک ڈیرہ بگٹی ہے اور ایک بلوچی آوران ایریا ہے ۔ یہ وہ بلوچستان ہے جس کے اوپر یہاں بیٹھ کر بڑی بڑی باتیں کی جاتی ہیں، شیخ چلی کی طرح باغ بنائے جاتے ہیں کہ ہم یہ کر لیں گے اور یہاں سے پاکستان کی development کر لیں گے۔

جناب اس وقت پورے South Asia میں بچوں کی اموات میں the highest is Pakistan, in Pakistan the highest in Balochistan اس وقت ہر ہزار بچوں میں 120 بچے پیدا ہوتے ہی زندگی ہار جاتے ہیں---

جناب قائم مقام چیئرمین: بلکہ اس سے زیادہ۔

سینیٹر میر حاصل خان بزنجو: میں یہ رپورٹ پیش کر رہا ہوں۔ یہ میری نہیں ہے۔ غربت کی شرح ۹۸ - ۹۹ ء میں پندرہ لاکھ تھی ۔ اب کی رپورٹ یہ ہے۔ Now it has crossed 60. یہ 60 کو cross کر چکی ہے اور لوگ غربت کی سطح سے بھی نیچے کی زندگی گزار رہے ہیں۔ وہ جو millennium goals بنائے جاتے ہیں، وہ پاکستان نے بھی بنائے ہوں گے۔ اسی لیے میں نے فرحت اللہ بابر صاحب سے کہا تھا کہ اگر آپ میری تقریر کے دوران یہاں رہیں تو میں آپ کا شکر گزار ہوں گا۔ آپ نے جو goals بنائے ہیں کہ ہم غربت کو سن دو ہزار بائیس تک ختم کر دیں گے۔ یہ ابھی تک پچاس میں ہے۔ اگر اسی رفتار سے بلوچستان چلتا رہا، اسی طرح

بلوچستان میں ترقی ہوتی رہی تو اسے ختم ہونے میں تقریباً پچاس سال اور لگیں گے۔ سٹیٹ بینک آف پاکستان کی سالانہ رپورٹ کے مطابق پورے پاکستان میں کم شرح خواندگی کے بیس اضلاع ہیں، جن میں سے چودہ بلوچستان میں ہیں، یعنی ستر فیصد۔

جناب چیئرمین! اکیسویں صدی، جسے کوئی global village کہتا ہے، کوئی cottage کہتا ہے، اس میں اڑتالیس فیصد عورتوں کو کسی ڈاکٹر، کسی ہسپتال تک رسائی حاصل نہیں ہے۔ ان کی اکثریت کی رسائی دائیوں تک ہوتی ہے اور بتیس فیصد کی دائیوں تک بھی رسائی نہیں ہوتی، جو بالکل معمولی ٹیکنیکل لوگ ہوتے ہیں، بتیس فیصد کی تو ان تک رسائی نہیں ہے۔ وہ اپنے بچے خود جنتی ہیں، مرتی ہیں، ان کی قسمت۔ مجھے ایک دوست نے کہا تھا کہ کاش! پاکستان کے حکمرانوں میں عقل ہوتی، وہ بلوچستان کے لوگوں کو سونے میں تولتے لیکن وہ انہیں مٹی میں تولنے کے لیے بھی تیار نہیں ہیں۔ جناب! صحت کی مد میں، سالانہ آپ کا خرچ تین سو پچاس روپے فی کس ہے، جو آپ وہاں کے لوگوں کو صحت کی مد میں دے رہے ہیں۔ یہ وہاں کی صورت حال ہے۔ اس کے مقابلے میں آپ کے پاس gas, 1.69 million ton copper, 2.24 million ounce سونا اور 2.49 million ounce چاندی ہے۔ یہ وہ تمام چیزیں ہیں جو آپ کو بلوچستان سے مل سکتی ہیں، جس کا میں نے اور آپ نے یہ حال بنایا ہے۔ میں آج Zinc project کے متعلق Interior department سے کہتا ہوں کہ بلوچستان گورنمنٹ کو لکھے۔ فرحت اللہ بابر صاحب! میں آپ کے لیے تقریر کر رہا ہوں کہ آپ صدر صاحب تک آواز پہنچا سکتے ہیں۔ اس وقت صابر صاحب، آپ سینیٹ کے چیئرمین ہیں۔ You are from Balochistan گوادر کے زنک کے پراجیکٹ کے بارے میں ہم میں سے کسی کو معلوم نہیں ہے کہ وہاں کون ہے۔ سنا ہے کہ چائنیز کام کر رہے ہیں۔ بلوچستان حکومت کہتی ہے کہ مجھے اس کا پتا نہیں ہے۔ دوسرے چائنیز سے پوچھتے ہیں تو وہ کہتا ہے کہ ہمیں اس کا پتا نہیں ہے۔ یہ دنیا کا سب سے بڑا زنک کا ذخیرہ ہے، جسے بلوچی میں ہم اور آپ سرخ بولتے ہیں اور اردو میں شاید تانبہ کہتے ہیں۔ اس کا کوئی علم نہیں ہے۔ اسی طرح اس وقت بھی اگر آپ چاہیں، قلات ڈویژن میں اپنی نئی سٹیل ملز قائم کر سکتے ہیں کیونکہ وہاں پر آپ کے پاس iron and copper کے بہت بڑے ذخائر ہیں۔ یہ آپ کی چیزوں کی صورت حال ہے۔ میں تھوڑا رحمٰن ملک صاحب کے موضوع پر آنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین! یہاں کون سا package ہے جو announce نہیں ہوا۔ ابھی بابر صاحب ذکر کر رہے تھے کہ ہم نے بلوچستان پیکج دیا ہے۔ میں on the floor of the

House کہتا ہوں کہ مجھے بتاؤ، وہ پیکج کہاں گیا ہے اور وہ پیکج کہاں ڈلیور کر رہا ہے۔ کون سی جگہ پر وہ پیکج نظر آ رہا ہے، میں چیلنج کرتا ہوں، مجھے بتائیں۔ آپ کہتے ہیں کہ میں نے پانچ ہزار نوکریاں دی ہیں۔ ٹھیک ہے، آپ نے پانچ ہزار نوکریاں دی ہیں مگر وہ نوکریاں گورنمنٹ آف پاکستان کی نہیں ہیں، وہ فیڈرل گورنمنٹ کی نہیں ہیں، وہ، ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کی وہ vacant vacancies ہیں جن کو fill کیا گیا اور یہ کہہ کر ان کو fill کیا گیا کہ دو سال تک مرکزی حکومت ان کی تنخواہیں دے گی۔ دو سال کے بعد وہ جانیں اور ان کا کام جانے۔ اس وقت صورت حال یہ ہے کہ جن پانچ ہزار لوگوں کو آپ نے بھرتی کیا ہے، ان کے پاس کوئی service rule نہیں ہیں، وہ نہیں جانتے کہ وہ کن قواعد کے مطابق نوکری کر رہے ہیں۔ کب ان کی نوکری چلی جائے، کب ان کو نکالا جائے، وہاں پر کوئی certain نہیں ہے۔ آپ نے چند چیک پوسٹیں ختم کی تھیں، آج ان جگہوں کو چھوڑ کر دوسری جگہوں پر، پہلے تو official تھے اور اب unofficially وہ تمام چیک پوسٹیں دوبارہ لگنی شروع ہو گئی ہیں۔ آگے تیسرا چوتھا کوئی بڑا کام کیا ہے، I don't know about that. جناب! ہم نے کہا ہے کہ خدا را! پیپلز پارٹی والو! معافی نہ مانگو۔ ہمیں معافی کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمیں کسی دوسری چیز کی ضرورت نہیں ہے۔ خدا را! ان لاپتا افراد کو بازیاب کراؤ، ان کو لاؤ۔ آدھا مسئلہ حل ہو سکتا ہے، جہاں ہم اور آپ جا کر، رحمٰن ملک صاحب بات کر سکتے ہیں مگر رحمٰن ملک صاحب! مجھے اس بات کا جواب کون دے گا کہ جس دن joint session میں Prime Minister of Pakistan یوسف رضا گیلانی نے پیکج کا اعلان کیا۔ ہم سب وہاں موجود تھے۔ اس نے وہاں یہ کہا کہ عید سے دو دن پہلے تمام لاپتا بچے، جو غائب ہو گئے ہیں، اپنے گھروں کو لوٹنا شروع ہو جائیں گے۔ Exactly عید سے دو دن پہلے پہلی مسخ شدہ لاش ملی اور پہلی مسخ شدہ لاش، وزیر اعظم کی تقریر کے ایک ہفتے بعد ملی۔ اس سے پہلے مسخ شدہ لاش کا کوئی مسئلہ بلوچستان میں تھا ہی نہیں۔ آج ان کی تعداد بڑھ کر چار سو سے تجاوز کر چکی ہے۔ کتنے لوگ غائب ہیں، کسی کے پاس proper data نہیں ہے۔ ایک data Commission for Human Rights نے دیا ہے، کچھ سیاسی جماعتوں نے دیا ہے، کچھ خود عدالتوں میں چلے گئے ہیں، بہت سے لوگ عدالتوں کو جانتے نہیں ہیں، عدالتوں میں جا نہیں سکتے، ہمیں ان کا علم نہیں ہے مگر خود فرحت اللہ بابر صاحب بھی اس کا اقرار کر چکے ہیں، اس کا وزیر اعظم بھی اقرار کر چکے ہیں، اس کا تمام حکومتی ادارے اقرار کر چکے ہیں، سپریم کورٹ شور مچا رہی ہے مگر ایک انچ بھی وہاں معاملہ آگے نہیں بڑھ رہا ہے تو آپ مجھے بتائیں کہ بلوچستان کا معاملہ آپ کیسے حل کریں گے۔ جناب رحمٰن ملک صاحب! پیپلز پارٹی کے میرے دوستو! چاہے اس میں اے این پی اور ایم کیو

ایم بھی شامل ہوں، ہم آپ کے سامنے ہاتھ جوڑتے ہیں کہ آپ نے بنگال میں یہی کام کیا۔ سول سوسائٹی کو سول سوسائٹی سے لڑوایا۔ آپ نے مختلف جگہوں پر یہی طریقہ کار اختیار کیا۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین: No cross talk please. آپ اپنی تقریر میں اس کا جواب دے دیں۔

(مداخلت)

سینیٹر میر حاصل خان بزنجو: جناب! وہاں یہی ہوا۔ بنگال میں بنگالی جو آزادی کی بات کر رہے تھے یا نہیں کر رہے تھے، آپ نے وہاں پر counter forces develop کیں، وہاں پر civil war ہوئی اور ہزاروں لوگ مارے گئے۔ افغانستان میں exactly we did same thing مجاہدین کے مقابلے میں طالبان، طالبان کے پیچھے ایک اور طالبان ان کے پیچھے ایک اور طالبان۔ آج ہماری پوری پشتون belt میں آگ لگی ہوئی ہے کیونکہ آپ نے civil society کو civil society سے بھڑوا دیا ہے اب کوئی بھی کسی کے control میں نہیں ہے۔ رحمٰن ملک صاحب، میں یہاں بیٹھا ہوں، میرے ساتھ غفور حیدری صاحب بیٹھے ہیں اور بلوچستان کے دوسرے senators بیٹھے ہیں، you have started this thing now in Balochistan. اس وقت دو اڑھائی سو مسلح لوگ جن کے پاس مختلف organizations کے cards ہیں nobody can stop them anywhere. You have developed a counter insurgency. آپ ایک مرتبہ پھر civil society کو civil society کے سامنے کھڑا کر رہے ہیں۔ خدا کے لیے! یہ نہ کرو it is a very dangerous game جس سے ہم گزر چکے ہیں، جس کی تباہی کا ہمیں اتنا تجربہ ہے کہ شاید ہی کسی ملک کو ہو۔ ہم نے civil society کے لوگوں کو مسلح کر کے دنیا جہاں میں پھیلایا جس کا نتیجہ ہم آج بھگت رہے ہیں and you have started this in Balochistan now. آپ جو کہہ رہے ہیں کہ آئے روز 'doctors' پانچ ہندو اور فلاں پیسے والے اغوا ہو رہے ہیں، اس میں دو قسم کے out laws ہیں۔ جناب چیئرمین! ایک تو وہ out laws ہیں جن کا کام ہے اور دوسرا نیا طبقہ، نیا لشکر اور نئی مصیبت آئی ہے جو official ہے بھی اور نہیں بھی۔ ایک آدمی اگر agencies, IB, ISI, MI یا آپ کے کہنے پر ایک آدمی کو مارتا ہے تو اپنے تین دشمن بھی مارتا ہے، چار جگہ ڈکیتی کرتا ہے، پانچ اغوا کرتا ہے۔

This is shame for us. کم از کم بلوچ روایات میں ایسا کبھی نہیں ہوا تھا which happened two, three months ago. A family was coming

اور their families have been raped ان کو پکڑا گیا from Karachi to Quetta
ان سے تمام چیزیں چھین کر ان کو سڑک پر چھوڑ دیا گیا۔ یہ تمام کارستانیاں، کالے شیشوں والی
Surf گاڑیوں کی ہے جو بلوچستان میں خوف کا نشان ہیں، اس کا مطلب ہے کہ یہ کسی agency کی
ہیں، جن پر کالے شیشے لگے ہوئے ہیں they have the cards, they do what they
want وہ کسی کو بھی اغوا کر سکتے ہیں۔ اس وقت اغوا برائے تاوان، چوری، ڈکیتی کی اسی فیصد
وارداتیں یہی کرتے ہیں۔ میں challenge کروں گا کہ اگر ان کو روکا جائے، ان سے یہ cards
واپس لے لیے جائیں، ستر فیصد بلوچستان میں امن وامان کا مسئلہ ایک حد تک نیچے آجائے گا۔ آپ
جس militancy کی بات کرتے ہیں، اس کی حیثیت تیس فیصد رہ گئی ہے، ستر فیصد یہ out
laws کر رہے ہیں۔

دوسری بات؛ آپ کہہ رہے ہیں کہ بلوچستان میں ترقی ہو رہی ہے۔ جناب چیئرمین!
پیپلز پارٹی نے جو حکومت بلوچستان میں قائم کر دی ہے یا جس کو آپ elected body کہتے ہیں،
آج پورے پاکستان میں پیپلز پارٹی سمیت تمام لوگوں کا consensus ہے کہ وہاں کوئی حکومت
exist نہیں کرتی۔ وہاں کہتے ہیں کہ this is a constitutional breakdown. جناب!
کس طرح constitutional breakdown نہیں ہوگا؟ بلوچستان میں کوئی وزیر اپنے دفتر جانے
کے لیے تیار نہیں ہے۔ کوئی وزیر کام کرنے کے لیے تیار نہیں ہے۔ کوئی وزیر اپنی
constituency کے علاوہ دوسری constituency میں جانے کے لیے تیار نہیں ہے اور ایوان
کے سارے MPAs وزیر ہیں۔ آپ نے ہر آدمی کو بیس، بیس کروڑ روپے دیے ہیں کہ جا کر جو جی
چاہے کرلے۔ جناب! وہاں پر دو ادارے صرف اسی لیے بنائے گئے ہیں کہ جہاں سب سے جلدی
recovery ہوتی ہے۔ آپ BDA کو بیس کروڑ روپے دے دیں، وہ آپ کو ساڑھے آٹھ کروڑ روپے
ایسے ہی دے دے گا، باقی وہ جانے اس کا کام جانے nobody asks the department
that what are you doing. آپ نے بلوچستان میں corruption کے لیے نیا
department in the name of Rural Development کھول لیا ہے۔ آپ اس طرح
بلوچستان میں امن وامان قائم کریں گے؟ آپ کی Levies and Police collapse ہو چکی
ہے۔ Levies کی تو صورتحال یہ ہے کہ جب وہاں پر نوکریاں آتی ہیں تو تمام MPAs کہتے ہیں
انہیں اتنا اتنا quota ملنا چاہیے۔ وہاں جو Interior Minister ہے وہ کہتا ہے کہ 20% direct
میرا ہے کیونکہ میں تو وزیر داخلہ ہوں، یہ تو آپ مجھے دے دیں۔ مجھے بتائیں کہ جہاں پر law and
order کی یہ صورتحال ہو، IG, FC کی statement ہے کہ وہاں بیس سے پچیس

international intelligence agencies کام کر رہی ہیں اور وہاں پر حکومت کی کارکردگی یہ ہو تو آپ بلوچستان کو کیسے اور کہاں سے سنبھالیں گے؟ آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ ہم بلوچستان کو سنبھال سکتے ہیں؟ آپ اس سے اندازہ لگائیں اور وہاں پر یہ بات بہت common ہے کہ ان کو اگر کہیں کہ آپ کیسے جیتیں گے؟ وہ کہتے ہیں کہ ہم کیوں نہیں جیت سکتے، ہمارے پاس اتنے پیسے ہیں۔ ہم سات ہزار روپے فی ووٹ کے حساب سے خرید لیں گے، اس میں کیا مشکل ہے۔ بلوچستان میں صوبائی اسمبلی میں تو دس، بیس ہزار ووٹوں سے بندہ جیت ہی جاتا ہے۔ ہم سات ہزار روپے فی ووٹ کے حساب سے ووٹر خرید لیں گے، ہمیں کون روک سکتا ہے؟

جناب! اس attitude کے ساتھ آپ بلوچستان کو on board کریں گے، چلائیں گے تو بلوچستان آپ کے ساتھ ہو گا، کوئی آپ کے ساتھ نہیں ہو گا چاہے یہ جیتیں یا نہ جیتیں۔ مجھے افسوس ہے، may be it is my misinformation کہ Cabinet میں یہ فیصلہ ہوا کہ ہم نے آپ کو اتنے پیسے دیے. we don't want any excuse now ہم سب نے اسی طرح جیت کر یہاں آنا ہے اور اسی طرح سے Cabinet چلانی ہے۔ آپ ایک طرف international forces, agencies کی بات کرتے ہیں پھر یہ حرکتیں کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بلوچستان ٹھیک ہے۔ جناب! بلوچستان کی بات کرتے ہوئے اگر گوادر کا ذکر نہ کیا جائے تو بات مکمل نہیں ہو گی۔ جناب چیئرمین! آپ تو بلوچستان جاتے رہتے ہیں، یہ کہتے ہیں کہ 120 ارب روپے گوادر کے لیے دیے ہیں، ہم نے اتنی بڑی port بنائی ہے جہاں پر امریکہ اور چین کے مابین جھگڑا ہے۔ چین، امریکہ کو نہیں آنے دیتا، امریکہ چین کو نہیں آنے دیتا۔ میں یہ پوچھتا ہوں کہ چین اور امریکہ اس port کو اپنے سر میں ماریں گے جس کے لیے کوئی سڑک ہی نہیں ہے۔ This is the only port in the world which has no out let جس کے پاس باہر جانے کا کوئی راستہ نہیں ہے۔ یہاں اسلام آباد میں کہا جاتا ہے کہ چین یہ کر رہا ہے، امریکہ یہ کر رہا ہے، فلاں یہ کر رہا ہے۔ اسحاق ڈار صاحب، آپ کو حیرت ہو گی کہ بلوچستان میں ایک Gwadar department ہے، Development Authority ہے، اس نے ساڑھے چودہ ارب روپے خرچ کیے ہیں۔ Federal Government کا claim ہے کہ ہم نے ایک سو بیس ارب روپے خرچ کیے ہیں۔ یقین کریں کہ پورے گوادر کی آبادی کے لیے I will challenge this House ایک کمیٹی بنائیں جو یہ دیکھے کہ جہاں یہ پیسے خرچ ہوئے ہیں جہاں گوادر میں انسان رہ رہے ہیں، وہاں پر اگر ایک روپیہ بھی خرچ ہوا ہو تو میں مجرم ہوں۔ I am thankful to Zahid Khan ہماری دوسری term شروع ہو رہی ہے، ہم رو رو کر کہتے رہے کہ خدا کے لیے گوادر، رتوڈیرو پر کام شروع کرو۔ یہ کہتے ہیں

کہ وہاں تو law and order کی situation ہے۔ اگر آپ یہ سڑک نہیں بناتے تو پھر بلوچستان کی development کی بات نہ کریں۔ کیوں بلوچستان کی development کی بات کرتے ہو؟ جب تک یہ سڑک نہیں بنتی، آپ کے خواب دھرے کے دھرے رہ جائیں گے، ان کی کوئی اہمیت نہیں ہے، ان کو دیکھنا چھوڑ دیں۔ ان کا جواب ہے کہ وہاں پر law and order کا مسئلہ ہے۔ جناب چیئرمین صاحب! اگر گوادر رتوڈیرو روڈ نہیں بنتی تو وہاں پر بہتری آنے کی کوئی امید نہیں ہے۔ میں آخر میں دو چیزیں دوبارہ کہوں گا، میں FC کو criticize نہیں کرتا، اے رحمٰن ملک صاحب! میں FC کو بالکل criticize نہیں کر رہا ہوں، مجھے یہ بتایا جائے کہ ہر دوسرا واقعہ کوئٹہ کی سریاب روڈ پر ہوتا ہے۔ MQM کے رضوی صاحب ہمارے دوست ہیں، انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ حاصل بزنجو کوئٹہ سریاب روڈ پر ہے، میں نے کہا، نہیں، کوئٹہ بڑا شہر ہے، وہ کہتا ہے کہ ساری خبریں سریاب روڈ سے آتی ہیں۔ جناب! ایک سریاب روڈ پر روزانہ تمام چیزیں ہوتی ہیں، وہاں پر FC کی check posts لگی ہوئی ہیں، police کھڑی ہے، یہ واقعات ساری سریاب روڈ پر نہیں ہو رہے، یہ واقعات صرف آدھی سریاب روڈ پر ہو رہے ہیں۔ میں سوال پوچھتا ہوں کہ یہ آپ سے control کیوں نہیں ہو رہے؟ جب آپ سریاب روڈ کو control نہیں کر سکتے، آدھے kilometer کے area کو safe نہیں کر سکتے تو how you can save the whole of Balochistan?

جناب! اس وقت ہماری ہزارہ برادری کے ساتھ جو کچھ ہو رہا ہے، اس وقت 1500 سے 1600 کے قریب ہزارہ برادری کے لوگ مارے جا چکے ہیں، اسی طرح مولانا صاحب ذکر کر رہے تھے کہ ان کے لوگ مارے جا رہے ہیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ کون لوگ ہیں، یہ پکڑے کیوں نہیں جاتے؟ It is failure of whom, کیا یہ ہماری intelligence organization کا failure ہے، حکومت کا failure ہے، پاکستان کی state کا failure ہے، یہ کس کا failure ہے کیونکہ کوئی نہیں پکڑا جاتا۔ دوسرے دن claim بھی ہوتا ہے کہ یہ کام ہم نے کیا ہے، Bloch militants have killed Punjabis and they have claimed that we have killed. ان کو کوئی پوچھنے والا نہیں ہے، وہاں پر کوئی تنظیم کہتی ہے کہ میرا فلاں مذہبی جماعت سے تعلق ہے، ہم نے فلاں، فلاں کو مارا ہے، case بند ہو جاتا ہے۔ JUI کے لوگ مارے جاتے ہیں تو organization counter claim کرتی ہے، case بند ہو جاتا ہے، جناب! آپ سے ایسے حالات میں کیا گلہ کیا جائے، آپ سے کیا بات کی جائے۔

جناب! میری آخر میں ایک request ہے کہ کچھ بنیادی چیزیں کرنے کی ضرورت ہے، آپ development کے حوالے سے مہربانی کریں، خدارا! گوادر رتوڈیرو روڈ کو بنائیں، اس کو FWO کے ذریعے شروع کرتے ہیں، اس کو extra security دے کر شروع کرتے ہیں، جو بھی کرتے ہیں، you have to start it now, اگر آپ یہ نہیں کریں گے تو آپ کسی طرح بلوچستان کو link کرنے میں کامیاب نہیں ہوں گے۔ اس وقت دوسرا بڑا میر علی ڈیم ہے جو ژوب میں ہے، طوزی ڈیم قلعہ سیف اللہ میں ہے، ہنگول ڈیم بیلا اور گوادر district میں ہے اور بیلا ڈیم اواران district میں ہے، خدارا! ان پر کام شروع کریں، وہاں کے لوگوں کو اس قابل بنائیں کہ وہ اپنا پیٹ بھر سکیں پھر ان سے پوچھیں، آپ پاکستانی ہیں یا نہیں ہیں۔ آپ ایک بھوکے سے پوچھتے ہیں کہ تم پاکستانی ہو یا نہیں ہو۔ ایک بھوکے سے کسی نے پوچھا کہ دو اور دو کتنے ہوتے ہیں، اس نے کہا کہ چار روٹیاں ہوتی ہیں، آپ پوچھتے ہیں کہ دو اور دو کتنے ہوتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ چار روٹیاں ہوتی ہیں، آپ اس کو گلے سے پکڑتے ہیں اور کہتے ہیں کہ پاکستان زندہ باد کا نعرہ کیوں نہیں لگاتے، اس کو پہلے اس قابل بنائیں۔ جناب! ہم نے شروع میں کہا تھا اور میں اب بھی کہتا ہوں، اگر آپ چیزوں کو politically حل کرنا چاہتے ہیں، چیزوں کو آگے لے جانا چاہتے ہیں، خدارا! آپ لاپتا افراد کو جتنی جلدی ہو سکے، بازیاب کر کے court میں پیش کریں، Chief Justice رو رہا ہے، اس کو follow کرو۔ آپ کا اب Chief Justice سے جھگڑا ہے، مگر ہم آپ کی چار سال سے منتیں کر رہے ہیں کہ اس معاملے کو ختم کرو جب تک یہ معاملہ ختم نہیں ہوگا تب تک آپ کی بات آگے نہیں بڑھے گی۔

دوسرا مسخ شدہ لاشوں کا معاملہ ہے، اس معاملے کو اب رکنا چاہیے اور ان کی تحقیقات ہونی چاہییں کہ ان کے ساتھ کیا ہوا، کیوں ہوا، کس نے کیا؟ جیسے آپ کہتے ہیں یعنی Interior Department and IG, FC کہتے ہیں کہ یہ ایک دوسرے کو آپس میں مار رہے ہیں، موساد نے مارا ہے یا "را" نے مارا ہے۔ then they must be exposed ہمارا کہنا ہے کہ آپ کا کیا ہے، آپ نے کہنا ہے کہ ہم نے نہیں کیا، یہ انہوں نے کیا ہے، they must be exposed تاکہ لوگوں کو پتا چلے کہ آپ نے نہیں کیا تو پھر آپ کے خلاف نفرت نہیں ہوگی، state کے خلاف نہیں ہوگی پھر ان لوگوں کے خلاف نفرت ہوگی جو یہ کر رہے ہیں۔

جناب! تیسری بات یہ ہے کہ آپ نے آغاز حقوق بلوچستان میں وعدے کئے تھے کہ ہم ان تمام لوگوں کا trial کریں گے، ان کو expose کریں گے، ان کو سزا دیں گے جو بگٹی صاحب، غلام محمد اور لالہ منیر کے قتل میں ملوث ہیں اور تمام چیزوں میں ملوث ہیں، ہم ان کو expose

کریں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کو expose کرنے کی ضرورت ہے۔ خدارا! یہاں سے وزیر اعظم اور پوری Federal Government بلوچستان جائے، وہاں پر اپنی حکومت، وزیر اعلیٰ اور وزراء کو سمجھائیں کہ نہ اس طرح elections جیتے جاتے ہیں نہ اس طرح ترقی ہوتی ہے، اس طرح صرف آپ کا صوبہ برباد ہوتا ہے۔ مجھے شعر یاد نہیں ہے لیکن اس کا عنوان یہ ہے کہ پاکستانیو دیکھو جس دن بلوچستان جلتا ہے تو پاکستان جلتا ہے، اگر آپ بلوچستان کو بربادی کی طرف لے جائیں گے، یہ بربادی پاکستان کی 44% سرزمین پر ہو گی، اس کے اثرات پورے ملک میں ہوں گے۔ آپ کا بہت، بہت شکریہ۔

(اس موقع پر ایوان میں اذان ظہر سنائی دی)

جناب قائم مقام چیئرمین: میر صاحب! آپ نے wind up کر دیا ہے یا ابھی بولیں گے۔ جی بولیئے۔

سینیٹر میر حاصل خان بزنجو: تجاویز تو میں نے دیں لیکن میری رائے یہ ہے کہ بلوچستان کے جھگڑے میں جو militancy ہے اس پر بہت کم بات ہوئی ہے۔ ہم مانیں یا نہ مانیں کہیں نہ کہیں آپ کی regional جنگ چل رہی ہے، KPK میں چل رہی ہے، فاٹا میں چل رہی ہے، یہ جنگ اس regional جنگ کے ساتھ clip ہو چکی ہے۔ یہ جو کہتے ہیں کہ ہندوستان involve ہے، فلاں وہاں سے involve ہے۔ میں اس سے disagree نہیں کرتا اور میں اسی لیے disagree نہیں کرتا کہ جو لوگ یہ جنگ لڑ رہے ہیں وہ openly کہہ رہے ہیں کہ ہمیں جس کی مدد ملے گی ہم لیں گے اور دنیا میں کوئی insurgency independently نہیں ہوتی لیکن ہم ایک بات یاد رکھیں کہ بلوچستان کا جھگڑا صرف بیرونی قوتوں کی وجہ سے نہیں ہے۔ جھگڑا یہاں موجود ہے اور ادھر جس کو موقع ملے گا وہ آپ کو ہاتھ دکھائے گا، جہاں ہمیں گنجائش ملی ہم نے بھی کسی کو نہیں چھوڑا اور جب کسی کو موقع ملے گا وہ آپ کو نہیں بخشے گا۔

میری رائے یہ ہے کہ اس جنگ کو آپ isolate کر کے نہ دیکھیں، اس کو regional war کے prospective میں دیکھیں۔ آپ بار بار کہتے ہیں کہ افغانستان میں camps ہیں، فلاں جگہ پر camps ہیں، اگر یہ camps واقعی موجود ہیں تو میری Interior Minister سے گزارش ہے کہ آپ کہتے ہیں باہر سے لوگ آ کر مار رہے ہیں تو آپ کو یہ تمام چیزیں ثبوت کے ساتھ اس ہاؤس میں لانی چاہییں، ملک کی تمام embassies میں بھیجنی چاہییں۔ ہمیں اپنے آپ کو ثابت کرنا ہو گا، جب تک آپ ثابت نہیں کریں گے، آپ جتنی slides دکھاتے رہیں، جتنے telephones intercept کر رہے ہیں، آپ کی بات کو کوئی تسلیم نہیں کرے گا جب تک وہ authentic نہیں

ہو گی۔ جناب چیئرمین! میں انہی الفاظ کے ساتھ آپ کا اور تمام دوستوں کا شکریہ ادا کروں گا اور امید کروں گا کہ ہماری باتوں کو سنا جائے گا یہ نہ ہو کہ اس کان سے سنیں اور دوسرے کان سے نکال دیا جائے۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ میر حاصل خان بزنجو صاحب۔ آپ نے بڑی اچھی تجاویز دیں۔ منسٹر صاحب! میں نے ایک چیز محسوس کی ہے کہ میر حاصل خان بزنجو صاحب، فرحت اللہ بابر صاحب اور ہمارے دوسرے سینیٹر صاحبان نے اس issue پر جو تقاریر کی ہیں، اس میں 80% سے 90% معاملات کا تعلق صوبائی حکومت سے ہے۔ میں اس ہاؤس کی طرف سے آپ کو request کرتا ہوں کہ ہمارے سینیٹر صاحبان کے خدشات اور ان کی proposals صوبائی گورنمنٹ تک پہنچائی جائیں اور انہیں پابند کیا جائے کہ وہ ایک responsible government کی طرح behave کریں۔ سینیٹر طاہر مشہدی صاحب۔

Senator Col.(R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Thank you very much Mr. Chairman. Speaking after my very learned and an honourable Senator Hasil Beznjo sahib it is a very difficult task, especially when he comes to Balochistan, he is an expert, he has great love for that province and he belongs to a very illustrious democratic loving family whose services to Pakistan and Balochistan cannot be denied. So, most of the things he has covered but however, it is very important for me to also add my voice to my Baloch brothers and sisters. I may not be belonging to Balochistan as such but my heart is certainly there. My leader Mr. Altaf Hussain, my party Mutehda Qaumi Movement has always supported the oppressed, suppressed, neglected people of Balochistan and will continue to do so.

No doubt, the way there is internal strife, there will be foreign intervention. So, that is there and I will just leave it at that and I will hope that the honourable Minister will throw further light on that. What is happening in Balochistan, is a matter of grave concern for the people of Pakistan and we bleed with the people of our Baloch brothers, we weep with our

Baloch brothers, we suffer with our Baloch brothers and not from today from the very inception of Pakistan, Balochistan has been maltreated. It has always got a step son's treatment. The centre has always performed the function of step mother, when it comes to Balochistan or the Baloch people. Today we have enforced disappearances, we have target killings, we have sectarian killings, we have missing persons, we have kidnapping for ransom rampant and we have very deteriorating law and order situation.

So, law and order may or may not rise or fall according to the crime rate of a province or an area but the other things are unheard of in Balochistan. The Baloch have a great heritage, they have great customs, they have all traditions, they are people of honour, they are people of dignity, they are people of resilience, they have never indulged in such things of which we are hearing today. They have their own code of conduct and when it comes to friendship, if you extend your hand, they embrace you, if you take one step towards them, they take two steps towards you. But they are very proud people, they are very brave people, they are very attached to their customs, they are very attached to their traditions. Balochistan is a vast province, this very beautiful province is rugged and barren but it has its own beauty and it has its own wealth. It has the Pukhtoon population, that it has the tribal centre, where especially the three big tribes; the Marry's, the Bugti's and the Mangals, and then it has the old states of Kalat, Makran, Lesbella. Now this area is perhaps the most democratic area in Pakistan and it has produced some of the most dedicated and devoted democratic personalities and may be they have taught us what democracy is. So, they are not wild tribes roaming around with guns and pistols and shooting people, they never have been, they have fought with honour, they have

fought with dignity, they have fought gallantry when attacked. They have never been the attackers but unfortunately these things have crept into Balochistan and they have all been compounded by complete neglect by the Federal Government. By over 60 years of neglect has forced some of our brothers to take their families and go into the mountains. No people in the world will ever leave their home and hearth unless they are forced to do so. There are no such things as rebellions and rebels and everything. Rebellions are forced upon people. When they do not get justice, when they are not treated in accordance with their customs, when their customs and traditions are violated, when they are insulted, when they are not treated at par with rest of the people of the country, there is only then that the people go to the mountains.

So, there are political, economic, cultural and of course, the question of resources, then bad governance, so, all these problems put together in one melting part that is Balochistan today and what do we have on this side, what do we have on a centre, we have an uncaring centre. We have an uncaring government and successive governments from the time of Liaqat Ali Khan to date both Military and Civilian whichever have come, have further deteriorated the situation in Balochistan. Each successive government has ignored the Baloch people more, eliminated the Baloch people more, misunderstood the Baloch people more. They have not tried to understand what makes the Baloch fanatic, they have not tried to understand 5000 years of culture of people who live in a rugged land, who live on merely day-to-day subsistence in the mountains and in a certain area they have strong tribal ties.

Mr. Acting Chairman: Dr. Saeeda, would you please go back.

Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: In other areas they have democratic dispensation and in another area they have a Pakhtun populace which has their own traditions which has their own customs and they live happily. They all have been living together for centuries. The Hazara tribe lives there happily for ever and ever. They are always well protected. They are always well safe. So, who has come from out side? What influences are allowed and permitted to enter into the Baloch life. The sectarian violence has come up which has never been even thought of in Balochistan and they never even thought of this before,

جناب قائم مقام چیئرمین: ڈار صاحب! مہربانی کر کے تھوڑی سی concentration چاہیے۔ جی۔

Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: The educated youth of Balochistan is without jobs. Here in the Senate Committee, we do a lot and both sides of the divide have always fought for the Baloch quotas. Wherever we go, we find that there is truth in every complaint of people. Balochistan is not getting its due share in the government services. Now if you deprive the people in such a way, you give them cause for grievance. The Baloch leaders who have grievances, some of them have gone into exile. They are great patriots. In their own time they have served this nation greatly. They have served in the highest posts in this land. They have been the Chief Ministers, they have been Federal Ministers and they have been very patriotic Pakistanis. So, they are angry, they are annoyed. When a person is angry, when a person is annoyed, he sometimes not listens to anyone, not bend to reason but you have to ponder what the solution is. Solution is dialogue, with military, solution has never been a solution, military at best can be part of a solution, it can never be the solution. Solution will

come only through dialogue. Dialogue has to be held by the people, by our leaders – the Baloch Bhais who are in exile along with the ones who are in Pakistan, they are equally patriotic and there from both sides of the divide you can look at the Baloch representatives, they are there. They are very influential people in their own areas but they have also got grievances. On both sides of this divide if we talk to any Baloch leader, he has genuine grievances, they have to be addressed. Who will address them? Not rhetoric, rhetoric has to be replaced by action, not committees. If you don't want a decision, come and make a committee, if you don't want to give a decision, hold a meeting. So, meetings and committees are no solution. Time has come for action and the action must be taken immediately otherwise this great nationality, this Baloch nationality. It is one of the great nationalities which constitutes this great land of us where all the nationalities are mixed and make this great Pakistan. They have a role to play in the future of the country, in the running of the country, they must be taken on board, they must not be allowed to go out of the loop. The missing persons' situation is absolutely unacceptable. It is against all norms of International behavior. It is against all international laws. It is against humanity. It is terrible for a family to be deprived of their brothers or their sons picked up in the dark of the night and not knowing where he is. The most important dictate of law is the due process of law must be served. The due process of law is the most important thing in all communities, in all civilized societies. if anybody is doing a crime, he can be picked up, he should be picked up if he is committed a crime but it should be transparent and the due process of law must be given the way and he must be given ample opportunity as enshrined in the Article 9 of the Constitution. The security of life, honour, protection of the people

and the right for due process of law is a basic fundamental right which has to be accepted. This problem is the most serious single problem which is alienating the youth of Balochistan today.

Job opportunities, we promised them 35000 jobs, you give them nothing. We promised them equal representation, their quota but very small numbers of people in each department are there, they are missing as promised, they are not there. So, these are the basic problems that have to be solved. Let's stop all this committee work, let's stop brushing the Balochistan question under the carpet.

It is a national pass time to indulge in Mr. Rehman Malik bashing, now I will not join that bashing club because with all the faults and the perceived complaints we may have against him, he is one Minister who is active, he is one Minister who is energetic, he is one Minister who does work, he tries at least, he runs around, he rushes around, you see, no other Minister is visible, at least he is visible and he tries. So, I am sure that with today and this debate for the last today yesterday and today will have an effect, only Mr. Rehman Malik will take it as a personal matter…………….

جناب قائم مقام چیئرمین: زاہد خان صاحب! کرنل صاحب بار بار اشارہ کر رہے ہیں۔ تشریف رکھیں۔

Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: To try to solve this question, try to solve the problems what can be done the possible can be done today, the impossible can be taken care of tomorrow. The word impossible is already in the dictionary of fools, there is nothing impossible, hold a dialogue and a person with a capacity and the reconciliation capability of Mr. Rehman Malik, let him take an initiative, come to this House and say that I am going to take it on,……… I am not going to talk about it and I am stop talking about it, my government is going

to stop talking about it and now we are going to solve the problem, the genuine grievances of the people of Balochistan and we have to give them a chance to be patriotic Pakistanis, equal at par with every other Pakistani they are to be honoured, they have to be loved for the bravery, they have to be honoured for their culture, they have to be taken care of for the traditions and we have to give them their self respect. Only if you give them their self respect they will in return be thankful, they are going to be the strong, create a greater and better great nation of Pakistan. Thank you very much Mr. Chairman.

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ مشہدی صاحب۔ شاہی سید صاحب۔وقت کا ذرا خیال رکھنا۔

سینیٹر شاہی سید: بسم اللہ الرحمٰن لرحیم۔ (عربی) چیئرمین صاحب! سب سے پہلے تو میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور ایوان سے بھی request کرتا ہوں کہ تھوڑی توجہ سے سن لیں۔ بلوچستان کے مسئلے پر تفصیلی بحث بھی ہے لیکن میں یہ سمجھتا ہوں تفصیلی بحث کے ساتھ ساتھ اس کا حل بھی بتایا جائے اور حل کیا ہے۔ میری سوچ کے مطابق اس ملک کو دولخت کرنے میں اور پاکستان کو مسائلستان بنانے میں وہ لوگ ملوث ہیں جن کے اشاروں پر ہم ناچتے بھی ہیں اور پھر مٹھائیاں بھی بانٹتے ہیں ۔ ان ڈکٹیٹروں اور آمروں نے جمہوریت کو چلنے نہیں دیا ۔ مختلف اوقات میں ہم بد قسمت سیاستدان ان کے آلہ کار بھی بنے ، ان کا ساتھ بھی دیا ، ان کے ہر غیر قانونی کام کو آئینی بھی قرار دیا۔ دنیا میں کسی بھی پیشے کے لوگ، اپنے پیشے کے دوستوں کا احترام کرتے ہیں اور ان کے ساتھ چلتے ہیں۔ ابھی ڈاکٹروں نے جب ہڑتال کی، گوکہ اس کی وجہ سے انسان مر رہے تھے، انسانوں کی جانیں جارہی تھیں لیکن ڈاکٹروں نے اپنا اتفاق اور اتحاد نہیں چھوڑا۔ وہ جائز یا ناجائز مطالبے منوا گئے۔ ہم سیاستدان اگر جرنیل کے خلاف بات کریں تو موت ہے۔ جج کے خلاف بات کرو تو contempt of court ہے۔ جرنلسٹ کے خلاف کرو تو زلزلہ اور بھونچال ہے۔ سیاستدان کیا ہے، اس کی کوئی عزت یا respect ہے؟ ہم بات تو اٹھارہ کروڑ عوام کی کرتے ہیں، ایک MNA پانچ لاکھ آبادی پر مشتمل حلقے کا ترجمان ہے۔ اگر اس کی عزت نہیں تو پھر اٹھارہ کروڑ عوام مغالطے میں ہیں۔ کسی کی کوئی عزت نہیں ہے۔

بلوچستان کا مسئلہ، خیبر پختونخوا کا مسئلہ، کراچی کا مسئلہ اور فاٹا کا مسئلہ، یہ مسائل نہ پیپلز پارٹی کے ہیں، نہ اے این پی کے ہیں، نہ یہ مسلم لیگ (ن) کے ہیں اور نہ (ق) کے ہیں۔ میری سوچ کے مطابق، شاید میں غلط ہوں، یہ مسائل پاکستان کے ہیں۔ ان مسئلوں کے حل کے لیے ہمیں پاکستانی ہو کر سوچنا پڑے گا۔ یہ الگ بات ہے کہ عوامی نیشنل پارٹی کو آج تک سوائے طعنوں کے کچھ نہیں ملا لیکن اس floor پر میں کہتا ہوں کہ خدا گواہ ہے، ہم ہمیشہ پاکستان کے فائدے اور favour میں تھے، ہیں اور رہیں گے۔ یہ کسی کے باپ کا نہیں ہے۔ کوئی ہمیں سرٹیفکیٹ نہ دے کہ آپ پاکستانی نہیں ہو۔ ہم پاکستانی تھے، ہیں اور رہیں گے، اس پر ہمیں خوشی اور فخر ہے۔

آمروں کے غلط فیصلوں سے پرائی جنگ ہماری جنگ بن گئی۔ چند جرنیلوں کے غلط فیصلوں سے ہمارے فوجی بھائی، بچے اور جوان شہید ہوگئے اور ہورہے ہیں۔ سوات اور بونیر میں 2500 سے 2600 جوان شہید ہوئے، 9 سے 10 ہزار جوان زخمی ہوئے، اپاہج ہوگئے۔ اس غلطی کے باوجود آج بھی double game چل رہی ہے۔ آج بھی کسی انسان کی عزت محفوظ نہیں ہے۔ اگر اپنے ملک کے اندر ہم اس اژدھے پر، بیوروکریسی اور establishment پر ہاتھ نہ ڈالیں، بات نہ کریں، جرأت نہ کریں تو معاملہ چلے گا نہیں۔ یہ زیادہ سے زیادہ موت دیں گے، دے دیں۔ سیاستدانو! خدارا، سب سنو، اپنی بقا اور اپنی عزت کو بچانے کے لیے صرف سچ بولنا کافی نہیں بلکہ سچ پر مرمٹنا ہوگا اور ہم اس کے لیے تیار ہیں۔

ہم دنیا میں اکیلے ہیں، دہشت گرد ہیں۔ ہم سے لوگ نفرت کررہے ہیں۔ ہم ہر جگہ fail ہیں۔ پولیو کو control کرنے میں ہم fail ہیں۔ ہمارا وقار، ہماری respect کیا ہے؟ ہم اپنے ملک کی عزت کو داؤ پر لگا چکے ہیں اور ختم کرچکے ہیں۔ کل مہاجرین کے نام پر funds لیتے رہے، پھر جہاد کے نام پر funds لیتے رہے، اب انہی کو دہشت گرد بنا کر اس پر funds لیتے جاؤ۔ یہ کیا ڈرامہ ہے؟ بھئی کوئی مانے یا نہ مانے مگر شکر ہے ہلیری کلنٹن نے مان لیا کہ ہم نے غلطی کی طالبان بنا کر۔ یہ بات ریکارڈ پر ہے۔ اب ان دو قوتوں سے پوچھا جائے، غیر مسلم نے تو مان لیا، آپ کی کیا رائے ہے، آپ نے بنایا ہے یا نہیں؟ وہ اپنا جواب خود دے۔ اگر آپ میڈیا پر کہتے ہو کہ ہمیں امریکہ نے استعمال کیا تو اس سے زیادہ شرم اور افسوس کی بات کیا ہے؟ کیوں تمہیں استعمال کیا؟ میں کہتا ہوں سانپ گزر گیا، لکیر پیٹنے کی ضرورت نہیں ہے۔ غلطی انسانوں سے ہوتی ہے، فرشتوں سے نہیں۔ چاہے جرنیلوں کی غلطی ہو، چاہے ججوں کی ہو، چاہے جرنلسٹوں کی ہو یا سیاستدانوں کی غلطی ہو، ہماری بھی غلطیاں ہوں گی، ہم بھی مٹھائیاں بانٹتے ہیں، آج خدا کے لیے، اس ملک پر رحم کریں اور اس کے لیے وہ فیصلے کریں جو حقیقت پسندانہ ہوں۔

لوڈ شیڈنگ ایک ڈرامہ ہے۔ ہم capable ہیں، ہم بجلی بنا سکتے ہیں، کیوں نہیں بناتے؟ پیسے بھی دیتے ہیں، furnace oil کے tanker بھی دیتے ہیں، پتا نہیں راستے میں بک جاتے ہیں، پلانٹ نہیں چلتا۔ ہم calculations کرتے ہیں، ہمیں آج کی تاریخ میں ضرورت 17.5 ہزار میگاواٹ کی ہے۔ ہم آج جو generate کر رہے ہیں، وہ 12.5 ہزار میگاواٹ ہے۔ Percentage کے حساب سے ہمارے پاس 28.29% کمی ہے۔ ہمیں اپنا وہ حصہ مانگنا ہے۔ ہم پاکستانی ہیں، ہم ہر صوبے، ہر قوم اور قومیت کا احترام کرتے ہیں۔ ہمیں وہ تکلیف بھی قبول ہے لیکن یہاں تو بیس بیس گھنٹے کی لوڈشیڈنگ ہورہی ہے۔80 اور 90% کی shortage کہاں سے آئی؟ یہ کیا ڈرامہ ہے؟ یہ ڈرامہ وزیرِ اعظم کو fail کرنے کے لیے ہے! موجودہ حکومت کو fail کرنے کے لے ہے! یا پھر آئندہ آپ کو الیکشن سے دور رکھنے کے لیے ہے۔ یہ سب سازش ہے، یہ establishment کی اور بیورو کریسی کی سازش ہے۔ یہ وزیرِ اعظم سے جھوٹ بولتے ہیں، ہم سے جھوٹ بولتے ہیں، Standing Committees سے جھوٹ بولتے ہیں، Standing Committees کی کوئی عزت، کوئی اوقات نہیں ہے، سینیٹر کی کوئی respect نہیں ہے۔ یہ کیا ہے؟ یہ ڈرامہ ہمارے ساتھ کیوں کررہے ہیں؟ اس ملک کی مضبوطی کے لیے پارلیمنٹ مضبوط ہونی چاہیے۔ پارلیمنٹ کا احترام ہونا چاہیے۔ اگر پارلیمنٹ کا احترام نہیں ہے، پارلیمنٹ مضبوط نہیں ہے تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ یہ ملک مضبوط ہوجائے۔

میں بلوچستان کے اصل issue کی طرف آتا ہوں۔ جس چیز کو میں اصل خرابی سمجھتا ہوں، یہ میری عقل ہے شاید کم ہوگی، لوگ زیادہ ہوشیار ہیں، بلوچستان کا اصل مسئلہ تین صوبوں کے ساتھ discrimination یا امتیازی سلوک ہے جس کے نتیجے میں بلوچستان، خیبر پختونخوا اور سندھ تباہی اور بربادی کا شکار ہیں۔ میں ایک چارٹ پیش کررہا ہوں۔ اگر غلطی ہو تو کوئی بھی Google پر جاکر check کرلے۔ پاکستان کا کل رقبہ 796,095 کلومیٹر پر محیط ہے۔ اسی حساب سے پنجاب 205,344 کلومیٹر، سندھ 140,914 کلومیٹر، پختونخوا 74,521 کلومیٹر جبکہ بلوچستان کی زمینی حدود 347,190 کلومیٹر ہے۔ یہ آدھا پاکستان ہے جبکہ اس کے MNA صرف 14 ہیں۔ ایک MNA کو 24,799 کلومیٹر کو cover کرنا ہے، ان کے غم، ان کی خوشی، ان کی تعلیم اور صحت کا بندوبست کرنا ہے۔ یہ کہاں کا انصاف ہے۔ یہ کیا مذاق ہے؟ اس کے مقابلے میں سندھ میں 61 ایم این اے ہیں۔ ایک ایم این اے 499,000 افراد کے لیے، رقبہ ان کو ملتا ہے 2,310 کلومیٹر۔ پختونخوا میں ایک ایم این اے 506,971 افراد کی نمائندگی کرتا ہے، رقبہ ان کو ملتا ہے 2,129 کلومیٹر۔ اب پنجاب کی طرف آئیں۔ پنجاب میں افراد تو پانچ لاکھ ہیں لیکن زمین

1396 کلومیٹر کو cover کرتی ہے اور زمین کون سی جہاں پانی، جہاں سڑکیں، جہاں شہر، جہاں آبادی ہے اور پختونخوا میں زمین پہاڑ ہے۔ آپ پہاڑ اور میدانی علاقوں کو ملاتے ہیں۔ ہم پہاڑ پر ایک گھر میں خوشی یا غم کے لیے جاتے ہیں تو اس کے لیے ہمیں دو دن چاہییں کیونکہ وہاں پیدل چلنا ہے۔ میں اسے بجلی دوں، سڑک دوں، کیسے دوں؟ مجھے آپ کیا دے رہے ہیں؟ یہ کیسا انصاف ہے؟ وہ بھی پانچ لاکھ افراد پر، میں بھی پانچ لاکھ افراد پر۔

جناب والا! میں مانتا ہوں کہ آپ کے فیصلے بہت اچھے تھے تبھی پاکستان نے اتنی ترقی کی، تبھی آپ سے بنگلہ دیش چلا گیا۔ اگر اس وقت آپ مجیب الرحمٰن کی بات مانتے، وہ چیزیں آپ نے 18th Amendment میں اس سے زیادہ دی ہیں لیکن اُس وقت نہیں مانی۔ آج بھی اگر ان دوریوں کو ختم نہیں کریں گے، آپ پہاڑ اور میدانی علاقوں کو ایک ساتھ جوڑو گے۔ آپ تیرہ سو کلو میٹر اور پچیس ہزار کلومیٹر کو ایک کریں گے تو پھر کیسے خوشحالی آئے گی؟ بلوچستان کی بدقسمتی یہ ہے کہ ان کے پاس قدرتی وسائل ہیں، بلوچستان کی بدقسمتی ہے کہ وہاں دنیا کی گہری seaport ہے۔ بلوچستان کی بدقسمتی ہے کہ اس کی جغرافیائی اہمیت ہے۔ افسوس کہ دنیا تو اس پر نظر رکھتی ہے، ہماری کانیں، ہمارے پاس کیا معدنیات ہیں، ہمیں پتا نہیں، ہم نے ان کی قدر نہیں کی۔

ہم بلوچستان کو کس نظر سے دیکھتے ہیں؟ ہم بلوچستان کے لوگوں کو جاہل اور گنوار سمجھتے ہیں۔ ہم بلوچستان کے سرداروں کو جابر، ظالم، اژدہا اور خدا کی زمین پر بوجھ سمجھتے ہیں، ان کا culture ہے، اس کو سبقت حاصل ہے، آپ کے قانون سے ان کا culture لاکھ درجے اچھا ہے۔ کسی کا باپ جھوٹ نہیں بول سکتا، کسی کا باپ کسی کی توہین نہیں کر سکتا۔ یہاں پر وزراء کی بے عزتی ہو رہی ہے، وزیراعظم کی بے عزتی ہو رہی ہے، یہاں صدر کارٹون بن رہا ہے۔ قبائل میں کسی کا باپ کسی سردار کی تصویر تو بنائے۔ ہم respect دیتے ہیں اور respect مانگتے ہیں۔ کیا بلوچستان کے لوگ جاہل و گنوار ہیں؟ نہیں وہ بہت محبت کرنے والے ہیں اور وہاں کے سردار، میں نے آج تک اس ہال میں آتے ہوئے کسی سردار کو پہلے سلام نہیں کیا بلکہ پہلے وہ سلام کرتا ہے، وہ سب سے اچھے اخلاق والے ہیں، سب عزت والے ہیں، ہمیں ان کا احترام ہونا چاہیے، ہمیں انہیں اژدہا نہیں بنانا چاہیے۔ میں یہ بھی بتا دوں کہ وہ عزت کرتے بھی ہیں اور عزت پر مرمٹتے بھی ہیں، ان کو نہ چھیڑیں۔ بلوچستان کے ساتھ ظلم، یہ چیز شاید بلوچستان والے confirm کریں، میری تو آج رات ایک دو گھنٹوں کی study ہے، بلوچستان کی پراپرٹی پر بنک گارنٹی نہیں دیتا، یہ سچ ہے؟ کوئٹہ کی کروڑوں کی جائیداد پر بنک گارنٹی نہیں دیتا۔ اگر یہ سچ ہے تو ہمیں شرم آنی چاہیے۔ کیوں؟ ان کے پاس زمین ہے، ان کے مختیارِ کار ہیں، ان کے پٹواری ہیں، بنک ان کو accept

نہیں کرتا، یہ کیسے international business کریں گے؟ یہ پیسوں سے کریں گے کیونکہ زمین کی کوئی گارنٹی نہیں ہے۔ بلوچستان کی نوکریوں پر دوسرے لوگوں کی appointments ہوتی ہیں، وہاں پر تعلیم میٹرک تک بھی نہیں ہے، کسی نے میٹرک تک تعلیم حاصل نہیں کی۔ شرم کریں۔

کروگے ظلم، مانگوگے امن، کروگے ستم ظریفی، مانگوگے پیار
یہ تمہارے مذہب میں ہے ہمارے مذہب میں نہیں ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شاہی سید صاحب! آپ صحیح کہہ رہے ہیں کہ بنکوں کی گاڑیاں خریدنے کی schemes سے بلوچستان میں کوئی بنک گاڑیاں نہیں دیتا۔

سینیٹر شاہی سید: جناب قائم مقام چیئرمین صاحب! کم از کم آپ کو میرے ساتھ احتجاج کرتے ہوئے یہاں کھڑے ہونا چاہیے۔ بلوچستان میں کیا نہیں ہے، سونا، کوئلہ، تانبا، ماربل، chromite, iron ore, uranium, gas, petrol اور پاکستان سے، دنیا سے، انسانیت سے محبت کرنے والی قوم وہاں آباد ہے، ہمارے لیے پھر بھی شرم کی بات ہے کہ دبئی جیسے بنجر علاقے میں لوگ کروڑوں روپے لا رہے ہیں، ہم خزانوں پر سانپ کی طرح بیٹھے ہیں، سانپ بنے ہوئے ہیں اور اپنے خزانوں کا منہ نہیں کھول رہے ہیں۔ ایک project کھول لیں، بلوچستان کی پینسٹھ لاکھ آبادی میں ہر گھر کے لیے میں پانچ سٹینڈنگ کمیٹیاں دینے کے لیے تیار ہوں، گھر، گاڑی، بنگلہ سب دے دیں، میں بھروں گا۔ کیوں ظلم کرتے ہیں؟ کیوں بلوچستان کو نوچ رہے ہیں؟ آپ اسے نوچیں گے اور اس سے توقع کریں گے۔ اکبر بگٹی نے بھی یہی مانگا تھا جو آپ اٹھارویں ترمیم میں دے چکے ہیں۔ ہماری پارٹی زمانے سے کہہ رہی ہے کہ خوشحال صوبے، خوشحال عوام ملک بچا سکتے ہیں، ایٹم بم نہیں بچا سکتا۔ ایٹم بم تو روس کے پاس بھی بہت تھے۔ عوام کو خوشحال کریں، انہیں روزگار دیں، تعلیم دیں، صحت کی سہولیات دیں، انہیں عزت دیں، ان کی تذلیل مت کریں، انصاف کریں۔ یہاں پر تیرہ سو کلومیٹر وہاں پر پچیس ہزار کلومیٹر، یہاں پہاڑ وہاں میدان، دن اور رات میں فرق کریں، سیاہ اور سفید میں فرق کریں۔ Establishment سن لے کہ اس ملک میں تم لوگوں نے بہت ظلم کیا، اب خدا کے واسطے اس سے ہاتھ اٹھا لو، تمہارے ہی بچے مر رہے ہیں، ہم بھی تمہارے بچے ہیں، ہم بھی تمہارے باپ اور بھائی ہیں۔ اس طرح سیاستدانوں کی تذلیل نہ کرو۔ سیاست عبادت ہے۔ میں روزے سے ہوں اور ابھی میرا منہ بھی خشک ہو رہا ہے۔ ہم قربانی دیتے ہیں، بچوں کی قربانی دیتے ہیں، دیتے رہے ہیں، پھر دیں گے مگر ہمیں ذلیل نہ کریں۔ سارے سیاستدان چور نہیں ہیں۔ ہر قوم میں، ہر مسلک میں، ہر فرقے میں

اچھے اور برے لوگ ہوتے ہیں۔ ہم مانتے ہیں، ہوں گے لیکن percentage دیکھیں یہاں پاکستان میں businessman بھی ٹیکس چوری کرنے کے علاوہ زندگی نہیں گزار سکتا۔ یہاں کوئی فرشتہ نہیں ہے، بس کم اور زیادہ کا فرق ہے۔ میں نے وقت زیادہ لے لیا، مجھے افسوس بھی ہے، دکھ بھی ہے مگر میری تجویز یہ ہے کہ بلوچستان میں بجائے پانچ لاکھ کے کم از کم ایک لاکھ افراد پر ایک ایم این اے دیں تاکہ ان کے لئے زمین کا رقبہ کم ہو جائے یا انہیں اتنا فنڈ دیا جائے جیسے ہم سینیٹ میں کرتے ہیں اسی طرح انہیں ایم پی اے اور ایم این اے کے حساب سے فنڈ دیے جائیں تاکہ وہ اپنے علاقے کی سڑکیں بنائیں، پانی کی سکیمیں شروع کریں۔ اس ساری بیماری کا علاج یک تعلیم ہے، ہمیں تعلیم چاہیے، ہمارے بچوں کو تعلیم دیں۔ یہ بستہ ہم سے لے لو، کلاشنکوف اور جیکٹ خدا انہیں نصیب کرے جنہوں نے ہمیں دیا، خدا ان کے بچوں کو دے دے اور انشاءاللہ ملے گی۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ شاہی سید صاحب۔ This will be the last speech and after the speech honourable Minister for Interior will wind up. جی اسحاق ڈار صاحب۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین: جی فتح محمد حسنی صاحب! آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟

سینیٹر سردار فتح محمد محمد حسنی: جناب چیئرمین! میں وزیر صاحب کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں، اس کے ساتھ آپ کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں، چیئرمین سینیٹ کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جن کی مہربانی سے رحمٰن ملک صاحب آج ہمارے سامنے بیٹھے ہیں، وہ بہت مصروف آدمی ہیں، ظاہر ہے ان کی بہت ساری meetings ہوتی ہیں اور ماشاءاللہ دو دنوں سے ہمارے ساتھ بیٹھے ہیں۔ ہمیں خوشی ہوتی ہے کہ رحمٰن ملک کے oath کے صدقے میں آج ہم بلوچستان کو discuss کر رہے ہیں، یہ ہم اپنے دل سے پوچھتے ہیں اور جب ہم بلوچستان جائیں گے تو یقیناً بلوچستان کے لوگ ہمیں ٹیڑھی نظروں سے دیکھیں گے آپ کی حکومت تھی، پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت تھی، پاکستان پیپلز پارٹی ایک جمہوری پارٹی ہے، بلوچستان کے حالات میں پاکستان پیپلز پارٹی کا کوئی ہاتھ نہیں ہے۔ ہمارے لیڈر جناب آصف علی زرداری صاحب نے بلوچ قوم سے معافی مانگی، اپنے level پر کوششیں کیں، central level پر کوششیں ہوئی ہیں لیکن دکھ اس بات کا ہے کہ اس کے بعد نیچے کی سطح پر ہم بلوچستان کو جس انداز سے لے رہے ہیں، یہ ہمیں قبول نہیں ہے، کم از کم مجھے قبول نہیں ہے۔ لوگ یہاں اعتراض کرتے ہیں کہ آپ نے صرف ایک

حلف برداری کی تقریب کے لیے سینیٹ کا اجلاس بلایا اور اس میں بلوچستان کی صورت حال کو discuss کررہے ہیں، آپ اس انداز سے بلوچستان کے بارے میں سوچتے ہیں۔ چیئرمین سینیٹ اور آپ کی کتنی منتوں اور کوششوں کے بعد رحمٰن ملک صاحب یہاں آئے ہیں۔ رحمٰن ملک صاحب ہمارے colleague ہیں، ہم ان کا احترام کرتے ہیں، ہونا یہ چاہیے تھا کہ اس وقت بلوچستان جل رہا ہے، بلوچستان نہیں بلکہ پورا پاکستان جل رہا ہے، اتنے احتجاج کے بعد آج وزیراعظم پاکستان کو یہاں پر موجود ہونا چاہیے تھا۔ میں صرف اپنے جذبات کی ترجمانی کررہا ہوں۔ میں کل شرمندہ ہو کر بلوچستان جاؤں گا کیونکہ میں بھی اس ایوان کا ممبر ہوں اور جب میں وہاں جاؤں گا تو لوگ مجھے ٹیڑھی نظروں سے دیکھیں گے، وہ ہم اس پاکستان کی خاطر برداشت کرلیں گے۔ میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ شاہی سید صاحب نے جن جذبات کا اظہار کیا، ہمارے experienced دوست یہاں موجود ہیں، میں فرحت اللہ بابر صاحب کی طرح صرف ایک suggestion دینا چاہتا ہوں کہ آپ مہربانی کریں کہ اس ایوان میں تمام political parties موجود ہیں، ان کی ایک کمیٹی بنالیں جس میں تمام political parties کے نمائندے موجود ہوں، وہ ایوان کو اپنی suggestions دیں اور اس پر حکومت اپنا جو بھی لائحہ عمل بنانا چاہے وہ بنالے، یہ بہت ضروری ہے اور اگر آپ ایسا نہیں کرتے تو ہم تو ہیں ہی federation کے لوگ۔

جناب والا! میں محسوس کررہا ہوں اور میں نے کل بھی عرض کی تھی کہ اس سینیٹ کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ آپ کی bureaucracy سینیٹ کو کچھ نہیں سمجھتی۔ ہمارے دوسرے ساتھیوں نے یہاں پر جو باتیں کی ہیں ان کی وجہ سے ایک دو وزیر یہاں آئے۔ ہم مولا بخش چانڈیو صاحب کا یقیناً شکریہ ادا کرتے ہیں کیونکہ یہ سینیٹ کے ہر اجلاس میں شرکت کرتے ہیں۔ آپ سینیٹ کا لوہا منوائیں کہ آپ کی بھی کوئی اہمیت ہے، یہ سینیٹ ایوانِ بالا ہے، آپ اس کی اہمیت اور افادیت کو اجاگر کریں، آپ Chair کرتے ہیں۔ ہماری سب کی انشاءاللہ یہ کوشش ہو گی کہ ہم اس سینیٹ کے ادارے کو مضبوط کریں اور اگر ہمارا یہی طریقہ کار رہا تو یقیناً اس کی اہمیت اور افادیت بڑھ جائے گی۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ۔ آپ کی suggestions بہت valuable ہیں۔ وزیر داخلہ صاحب کا کوئٹہ کا اہم دورہ تھا لیکن چونکہ یہاں پر بلوچستان کے issue پر بحث شروع ہوئی، we are grateful to him کہ انہوں نے اپنا دورہ منسوخ کیا اور وہ آج یہاں موجود ہیں، کل بھی موجود تھے۔ وہ اپنی تقریر میں آپ کی تمام تجاویز کا جواب دیں گے۔ جناب اسحاق ڈار صاحب۔

(مداخلت)

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: جناب چیئرمین! کل حزب اختلاف کے دس اراکین سینیٹ نے حالیہ دو بہت اہم مسئلوں پر adjournment motions move کیے تھے، جس میں ایک امریکہ اور پاکستان کے معاہدے کے متعلق تھا۔

جناب قائم مقام چیئرمین: اس پر ڈار صاحب resolution لائیں گے۔

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: میں resolution کی نہیں اور بات کر رہا ہوں۔ دوسرا motion پیٹرولیم اور سی این جی کی حالیہ بڑھائی گئی قیمتوں کے متعلق تھا۔ اب adjournment motions کل کے پیش ہوئے ہوئے ہیں، ان کا کیا حشر ہونا ہے؟ کیونکہ رحمٰن ملک صاحب کی تقریر کے بعد آپ نے اجلاس prorogue کر دینا ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی نہیں prorogue نہیں کریں گے۔ ہم آپ کے points of order بھی سنیں گے، آپ کے resolutions بھی سنیں گے، سب کچھ سنیں گے۔ اب چونکہ وزیر صاحب نے wind up تو کرنا ہی ہے، he has listened to everybody. جی ڈار صاحب۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار (قائد حزب اختلاف): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ جیسے ہم نے بلوچستان کے مسئلے پر طے کیا تھا کہ ہمارے دونوں طرف کے colleagues جن کا تعلق بلوچستان سے ہے، ہم انہیں preference دیں گے کیونکہ جتنی تفصیل وہ ہمیں بتا سکیں شاید دوسرے صوبوں کی نمائندگی کرنے والے سینیٹر ہمیں اتنی تفصیل نہ بتا سکیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک اچھا فیصلہ تھا اور ہمیں اس کا فائدہ ہوا ہے۔ جناب حاصل بزنجو صاحب نے اپوزیشن کی طرف سے اتنی مدلل اور اتنی تفصیل سے ہمیں تمام چیزوں کی نشاندہی کی ہے کہ یہ حکومت اور وزیر داخلہ کے لیے کافی حد تک مددگار ثابت ہو سکتی ہے اگر نیت یہ ہو کہ ہم نے اس مسئلے کو حل کرنا ہے۔

جناب چیئرمین! ابھی ایک معزز رکن یہ suggest کر رہے تھے کہ ایک کمیٹی بنا دی جائے۔ میں پچھلے نو سالوں میں بلوچستان کے حوالے سے کئی کمیٹیوں میں involve رہا ہوں۔ یہ کمیٹیوں کا کھیل اب بند ہونا چاہیے۔ بلوچستان پر 06-2005 میں کمیٹی بنی، چوہدری شجاعت صاحب اس کے چیئرپرسن تھے، پھر اس کی دو sub-Committees بنیں، ان تینوں کمیٹیوں میں سے دو کمیٹیوں کا میں بھی ممبر تھا۔ وہ اتنی comprehensive report بنی کہ اگر اس پر

عملدرآمد ہوتا تو چھ سالوں کے بعد آج یہ صورت حال نہ ہوتی جو آج ہم دیکھ رہے ہیں۔ چونکہ وقت کی کمی بھی ہے، محترم وزیر صاحب نے جانا بھی ہے اور آپ کا غالباً سینیٹ کا اجلاس prorogue کرنے کا بھی plan ہے، میں تفصیل میں نہیں جاتا، آپ مہربانی کر کے ان reports کو نکال لیں۔ 2008 میں اس ملک میں ایک democratic process شروع ہوا، ہماری preference پھر یہی تھی کہ بلوچستان کے مسئلے کو حل کرنا چاہیے، آج ملک صاحب پتا نہیں کون سی نئی باتیں بتائیں گے، اس ایوان کو انہوں نے in camera briefing دی، وہ بھی نکال لیں، یہ تمام چیزیں معلوم ہیں، سب کو پتا ہے کہ مسائل کیا ہیں اور حقائق کیا ہیں۔ ہماری نیت ابھی تک نہیں بن رہی کہ ہم نے اس مسئلے کو حل کرنا ہے یا نہیں کرنا۔ اس پر نہ صرف وفاقی حکومت کی کمزوری ہے بلکہ صوبائی حکومت بھی اپنا جو فعال کردار ادا کر سکتی ہے، میں سمجھتا ہوں کہ اس میں بھی اس کا outcome مایوس کن ہے۔ ظاہر ہے جس صوبے میں چند مہینوں میں صرف چند دن ایک وزیراعلیٰ بیٹھیں گے اور پھر ان کا کوئی focus ہی نہیں ہوگا کہ میں نے اپنے صوبے کے لیے کچھ کرنا ہے اور وہ مزاحیہ انداز میں اپنی حکومت کو چلائیں گے تو وہاں کیا ہوگا؟ میرا ان کے ساتھ بڑا ذاتی احترام کا رشتہ ہے لیکن مجھے آج تکلیف ہوتی ہے کہ چار سال پہلے مجھے کچھ امید تھی کہ شاید بلوچستان کے معاملات ٹھیک ہو جائیں۔ یہ جو محرومیوں کی باتیں ہوئیں تو یقیناً وہاں محرومیاں ہیں، ہم سب ان محرومیوں کو acknowledge کرتے ہیں کہ اگر وہاں ترقی ہوئی ہوتی، وہاں تعلیم میں آگے گئے ہوتے، ہم نے اگر ان کے معاشی حالات بہتر کیے ہوتے تو شاید یہ معاملہ یہاں تک نہ پہنچتا۔ اس پر ایک آمر نے جلتی پر تیل کا کام کیا جب وہاں کے ایک مدّبر لیڈر کو جس نے انہی ایوانوں میں آکر حلف لیا، اپنے ذاتی انتقام کا نشانہ بنا کر قتل کیا تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ ایک point تھا جب وہاں کی youth آپے سے باہر ہو گئی اور انہیں ہونا چاہیے تھا۔ اِنہوں نے معافی کا فرمایا، سب کو بلوچستان کے عوام سے معافی مانگنی چاہیے، جتنی leadership ہے، اسے معافی مانگنی چاہیے۔ میاں نواز شریف بھی کہہ چکے ہیں، زرداری صاحب نے بہت اچھا کیا ہے کہ کہا ہے لیکن اگر صرف معافیوں سے کام چلے گا تو پھر میرے خیال میں سب تینوں صوبوں میں جا کر معافی مانگ لیتے ہیں، صرف معافیوں سے کام نہیں چلے گا۔ 2008 میں عملی طور پر جب NFC Award ہو رہا تھا تو اس چیز کو realize کیا گیا، میں چونکہ اس میں involve تھا۔ ہم نے پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ NFC کی distribution کے basis کو بدلا۔ ابھی شاہی سید صاحب فرما رہے تھے کہ almost آدھا علاقہ ہے اور وہاں اتنے MNAs ہیں، اتنا خرچ ہے، بالکل ہے، ان کو resources چاہییں، پہلی مرتبہ پنجاب نے اپنا فعال کردار ادا کیا اور یہ record پر ہے، آپ کے electronic

and print media کے record پر ہے، ان کی leadership بھی اس کو acknowledge کر چکی ہے، چاروں Chief Ministers بھی اس چیز کو acknowledge کر چکے ہیں لیکن میں نے اپنے ملک کی ذمہ داری ادا کی مجھے بلوچستان اتنا ہی عزیز ہے جتنا مجھے پنجاب، سندھ یا خیبر پختونخوا عزیز ہے۔ ہم نے کہا کہ ان کے share 5% سے معاملہ نہیں چلے گا۔ سب سے پہلے inverse density population کا معاملہ وہاں آیا، revenue generation کے issue کو بیچ میں لایا گیا، ان تمام چیزوں کو طے کر کے ان کے share میں 80% اضافہ کیا گیا جو 5.5% تھا وہ 9.1% پر لے جایا گیا۔ اب ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ آپ جو ایک ایک پیسہ اس کے لیے مخصوص کر رہے ہیں، اس کا خرچ، اس کی delivery اور اس کا فائدہ عام بلوچستان کے بہن بھائیوں تک پہنچے، بڑے بڑے لوگوں کی جیبوں میں پیسے نہ چلے جائیں لیکن ان کی جو رقم بنتی تھی میں 2008 کی بات کر رہا ہوں، اس میں 2007–08 میں 45 billion تھی، maximum 56 billion بننی تھی، 83 billion, کرائی۔ میں اس کا author and architect ہوں، ہم نے تین دن چاروں وزراء اعلیٰ کو لاہور میں رکھا۔ ہم نے تمام NFC commission کو لاہور میں رکھا کیونکہ چھ میٹنگز ہو چکی تھیں، نہ vertical distribution of NFC اور نہ ہی horizontal distribution اس وقت طے ہوئی تھی۔ ہم نے پاکستان کے مفاد میں تینوں چیف منسٹرز سے کہا، میں نام نہیں لیتا، کچھ چیف منسٹرز nervous تھے۔ ان کو صرف تین بلین دینا پڑ رہا تھا اور ان کو دو گھنٹے سے مصیبت پڑی ہوئی تھی۔ میں ان کا نام نہیں لیتا ہوں۔ میں نے ان کو convince کیا اور eventually ہم نے کہا کہ خدا کے لئے تین بلین لے لو تم بھی فالتو لے لو۔ پنجاب سے 11 billion surrender کروایا۔ پنجاب نے قربانی دی ہے اور دینی چاہیے۔ اگر ضرورت زیادہ ہو تو زیادہ دینی چاہیے صرف پنجاب کو نہیں دوسرے صوبوں کو بھی دینی چاہیے لیکن کسی دوسرے صوبے نے نہیں دی، صرف پنجاب نے 11 ارب روپے کی قربانی دی۔ اس پر ہمیں فخر ہے، ہمیں خوشی ہے۔ پھر پہلی دفعہ پاکستان کی تاریخ میں ایک نئی روایت فیڈرل گورنمنٹ سے منوائی کہ جناب اگر خدانخواستہ آپ کے وسائل اکٹھے نہیں ہوتے تو اس کے باوجود ظاہر ہے کہ اگر سو روپے ہونے ہیں اور آپ کا 25 فیصد ہے تو 25 روپے آئیں گے یا 9 فیصد ہے تو 9 روپے آئیں گے لیکن اگر 100 کی بجائے 80 اکٹھے ہوتے ہیں تو ان کو پھر بھی 9 ہی ملیں گے یعنی ان کو ان کی amount guarantee کر دی گئی جو کہ پاکستان کی 61years کی تاریخ میں کبھی نہیں ہوا تھا لیکن اب اس طرح ان کو پیسے جا رہے ہیں۔ ہو کیا رہا ہے؟ یہاں governance کا issue بھی ہے۔ آپ کے جتنے MPAs بیٹھے ہیں انہوں نے 35, 35 کروڑ لے کر جیب میں ڈال کر گھر

چلے جانا ہے اور اس طرح اس ملک کا 20 ارب گنوانا ہے، اگر مجھے یہ پتا ہوتا تو میں 11 ارب کیا ایک پیسہ بھی پنجاب سے extra contribute نہ کرنے دیتا۔ مجھے تکلیف ہے کہ ہمارے 11 ارب اس طرح ضائع کیے جا رہے ہیں۔ یہ بد قسمتی ہے پاکستان کی۔ یہ کیا کام ہوا کہ آپ borrowing one percent everybody وزیر اور مشیر۔ خدا کا خوف کرو۔ پوری دنیا میں اتنے وزیر اور مشیر نہیں ہوں گے جتنے تم نے بنا لیے ہیں اور پھر وہاں کام ختم نہیں ہوتا۔ They are not interested in development. وہ کہتے ہیں کہ ہمیں پیسے دے دیں۔ ہم نے الیکشن لڑا ہے اور ہم نے پیسے خرچ کیے ہیں ہمیں پیسے چاہییں۔ وہ کیسے پاکستان کو ٹھیک کریں گے، کیسے بلوچستان کا مسئلہ حل ہوگا؟ جناب چیئرمین! بلوچستان کا مسئلہ law and order, security نہیں ہے وہاں کی معاشی محرومیاں ہیں۔ وہاں آپ کو خرچ کرنا پڑے گا، عوام کو سہولیات دینی ہوں گی۔ وہاں پر آپ کو health اور education کے لیے کام کرنا ہوگا۔ Investment کرنی ہوگی۔ Infrastructure کے لیے پیسے دینے ہوں گے۔ لیکن آج بات یہ ہو رہی ہے کہ جو پیسے دیے بھی جا رہے ہیں، میں نہیں کہہ رہا ہوں بلکہ یہ International Agencies کی writing ہے کہ بلوچستان میں ترقیاتی کاموں کے لیے حکومت پاکستان جو خرچ کر رہی ہے اس کا average صرف 20 فیصد عوام تک پہنچتا ہے، 80 فیصد جیبوں میں جاتا ہے اور ضائع ہوتا ہے۔ جناب چیئرمین! یہ ہماری بد قسمتی ہے۔ میں نے اگلے دن بھی عرض کیا تھا کہ اس ہاؤس کو آپ debating society کے طور پر چلانا بند کر دیں۔ Issues کو لیں اور issues جب تک حل نہ ہوں اور logical conclusion تک نہ پہنچیں ان کو ختم نہ کریں۔ میں نے جیسے عرض کیا ہے کہ محترم یہی وزیر تھے اور انہوں نے بریفنگ دی تھی، انہوں نے مختلف ممالک کے نام لیے تھے۔ میں ان ممالک کا نام نہیں لیتا جو معاملات میں involve ہیں۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ ان کو وہی ممالک سب سے زیادہ پسند ہیں۔ آپ کا زیادہ وقت انہی ملکوں میں دورے پر گزرتا ہے۔ شاید آپ مسائل حل کرنے کی کوشش کر رہے ہوں۔ تو بات یہ ہے کہ یہ جو ممالک ہیں یہ بڑے چہیتے ہیں تمام International Agencies کے، MI-1,5,6 ہو، CIA ہو یا جو بھی ہو۔ خدا کے لیے اپنے ملک کے لیے کام کرو۔ اپنے تعلقات کو ملک کے لیے استعمال کرو۔ مجھے یہ بتائیں کہ 2008 سے آج 2012 تک as Interior Minister انہوں نے کیا improvement کی ہے۔ Where did you stand in 2008, where do you stand today in 2012. کیا یہ performance ہوتی ہے؟ یہ خود check کریں۔ ہم ان کے اوپر کوئی monitor نہیں لگے ہوئے ہیں لیکن جب ملک ٹوٹ رہا ہو، جب پاکستان کے نئے

نقشے بن رہے ہوں، جب 2015 کی threat ہمارے سروں کے اوپر تلوار بن کر لٹک رہی ہو اور ہم اسی طرح سوئے رہیں جیسے سوئے ہوئے ہیں، صرف کمیٹیاں بنالیں، رپورٹیں تیار کرلیں، آغاز حقوق بلوچستان طے کرلیں اور پھر اس کے بعد کچھ بھی نہ ہو۔ NFC award میں فالتو پیسے دے دیں اور پتا چلے کہ چند لوگ benefit اٹھا گئے اور بلوچستان کا مسئلہ حل نہیں ہو رہا ہے۔

جناب چیئرمین! جیسا کہ میں نے آپ کو message دیا تھا کہ اگر آپ کے پاس time کم ہے، میں آدھا دن یہاں بول سکتا ہوں ان issues کے اوپر۔ یہ issues ہیں لیکن issues کوئی نئے نہیں ہیں۔ یہ issues تقریروں میں آئے ہیں۔ یہ پہلے بھی تھے۔ آپ اپنے سینیٹ کی رپورٹیں نکالیں۔ ان کمیٹیوں کی رپورٹیں موجود ہیں۔ خدا کے لیے آپ ہمیں بتائیں کہ ہمیں کرنا کیا ہے؟ ہم نے اس کو کس طرف لے کر جانا ہے۔ ہم نے اس مسئلے کو حل کرنا ہے یا اس مسئلے پر ہم نے صرف اسی طرح دوبارہ محترم وزیر صاحب کی تقریر سننی ہے اور اس کے بعد House prorogue ہونا ہے اور پھر ہم نے اگلے اجلاس کا انتظار کرنا ہے۔ جناب چیئرمین! اس طرح مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ آج میری گزارش یہ ہے کہ رحمٰن ملک صاحب ہمیں یہ فرمائیں کہ جو انہوں نے in camera briefing دی تھی آج اس کو compare کریں where do we stand today. کیا ہم اس سے بہتر ہو چکے ہیں۔ تو پھر تو ہمیں تھوڑی تسلی ہونی چاہیے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ جو common sense ہے اور آپ نے جو باتیں سنی ہیں دونوں sides سے، اس سے ہم بہتر نہیں ہوئے۔ جناب ملک صاحب بھی یہی کہیں گے کہ ہم ان حالات سے بہتر نہیں ہیں لیکن اگر ہم نے مسئلہ recognize کر لیا ہے تو let it be the first date today اگر ہم نے ساڑھے چار سال ضائع کر دیے ہیں اور ہم اس کو کہیں لے کر نہیں جا سکے کیونکہ جناب چیئرمین! اصل issue جو ہے وہ implementation ہے، اصل issue good governance ہے، اصل issue transparency ہے، اصل issue economic development ہے اور اصل issue وہاں کے socio-economic sector کی محرومیاں دور کرنے کا ہے۔ ہم نے اس پر ایک coordinated plan کے تحت وہاں عمل نہیں کیا۔ یہ بڑی کوشش کرتے ہیں۔ انہوں نے مختلف لوگوں کو offer بھی کی کہ آپ آئین کو مانیں، آپ ہتھیار پھینک دیں اور آپ آجائیں، ساری باتیں کرتے ہیں لیکن اب کیا ہم اسی طرح wait and see policy اختیار کریں گے۔ ہمارے دشمنوں کو پاکستان کسی طرح اچھا نہیں لگ رہا ہے کیونکہ this is the only out of 57 countries, the only nuclear power on the globe دوسرے ممالک میں جو community ہے ان کو پسند نہیں ہے

کہ ایک مسلمان ملک اور جو پاکستان ہو، جس کو کبھی اسلام کا قلعہ کہا جاتا تھا، بنے گا، آج سب سے زیادہ جو problems ہیں وہ ہمارے ملک میں ہیں، چاہے وہ معاشی معاملات ہیں، چاہے وہ law and order کے معاملات ہیں، چاہے وہ security کے معاملات ہیں، چاہے وہ economic issues ہیں سارے کے سارے معاملات ہیں، آج دنیا نے ہمیں اس ڈھیر کے نیچے رکھا ہوا ہے اور ہم اس کے خود ذمہ دار ہیں کیونکہ ہم نے آج تک یہ فیصلہ نہیں کیا کہ چلیں issues کا پتا ہے۔ آج سے یہ solutions ہیں، ہم خود اپنا محاسبہ کریں گے کہ ہم نے کیا progress کی ہے ان issues کے اوپر۔

میری گزارش یہ ہے کہ یہ ایک conventional طریقہ اگر تو ہوا میں سمجھتا ہوں کہ مناسب نہیں ہوگا۔ اگر ملک صاحب کو time چاہیے تو آپ ان کو time دیں اور کل اجلاس کر لیں۔ کوئی قیامت نہیں آئے گی اگر اجلاس prorogue نہیں ہوگا۔ We are talking Pakistan, we are talking Balochistan. خدانخواستہ بلوچستان کا future کیا ہے؟ کیا آپ expect کرتے ہیں کہ اتنے issues جو آج raise کیے ہیں حاصل بزنجو صاحب نے اور دوسرے ساتھیوں نے، ملک صاحب بیٹھے ہیں بیچارے جب سے اجلاس ہو رہا ہے but would we be able to address every issue in such a short time یا انہوں نے ایک رٹی رٹائی وہی پرانی چیزیں ہمیں بتا کے چلے جانا ہے۔ اگر تو آپ نے مسئلہ حل کرنا ہے تو ایک دن بیٹھیں یا اس سے زیادہ بیٹھیں جو ان کا prerogative ہے، آپ ان سے پوچھ لیں۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ I want it to carry on tomorrow. اگر وہ time لینا چاہیں تو ان کو دیں۔ خدا کے لئے timeline کے ساتھ جناب چیئرمین! میں عرض کر رہا ہوں کہ یہ ہمیں وقت کے ساتھ بتائیں۔ یہ ہمارے goalpost ہیں from henceforth بلوچستان کے مسئلہ کو حل کرنے کے لیے اور اس کے لئے ہم یہ timeline آپ سے commit کر رہے ہیں۔ اس کو جیسے بھی oversight کریں لیکن خدا کے لیے ہمارا جو دقیانوسی طریقہ کار ہے یعنی جو ہم debate کرتے ہیں اور جو وزیر صاحب اس پر اپنا view دیتے ہیں اور اس کے بعد ہم اس کو بھول جاتے ہیں، ایسا نہ کریں۔ بہت شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب قائم مقام چیئرمین: ڈار صاحب! وزیر صاحب کے پاس already information بھی ہے اور انہوں نے کل سے آج تک یہاں بیٹھ کر notes لیے ہیں۔ There are so many things. آپ نے جو فرمایا یقیناً آپ نے صحیح فرمایا ہے لیکن بات اصل میں یہ ہے کہ آپ نے صوبائی حکومتوں کی بات کی ہے تو اس میں وفاقی حکومت کیا کرے۔ اگر آپ یہ

کہیں کہ وفاقی حکومت کوئی تنبیہ کرے یا کوئی بات کرے تو پھر دوسری طرف شور مچ جائے گا کہ provincial autonomy میں مداخلت ہو رہی ہے۔ دیکھیں یہ بھی تو ایک بہت بڑا ہتھیار ہے ان کے پاس۔ لیکن میرے خیال میں let us wind up. Honourable Minister *sahib*, are you going to wind up today?

Senator Mohammad Ishaq Dar: Mr. Chairman, I think you may be giving your views in good faith and I have no doubt that

خدانخواستہ آپ کوئی biased view دے رہے ہیں۔

It is a fact that Peoples Party is in partnership in that province and it has to accept. You cannot divorce things. We are not confederation, we are federation.

جناب قائم مقام چیئرمین: اس میں آپ کی پارٹی بھی شامل تھی۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: میں یہی تو کہہ رہا ہوں لیکن اگر ہم صرف یہ کہیں کہ جی صوبے کا مسئلہ ہے۔ کوئی intervention نہیں ہے۔ چھوٹی چھوٹی بات پر تو ان کو emergency لگانی آتی ہے اور صوبوں میں حکومت ہٹانی آتی ہے۔ ہم کسی کے خلاف بات نہیں کر رہے ہیں، ہم تو یہ کہہ رہے ہیں ہم اکٹھے بیٹھ کر اس کو حل کریں۔ ہم تو offer کر رہے ہیں کہ اس مسئلے کو آپ حل کریں۔

Mr. Acting Chairman: True. I agree with you. Definitely I agree with you. Yes, Bizanjo *sahib*.

سینیٹر میر حاصل خان بزنجو: جناب والا! میری ان سے گزارش ہے کہ یہ controversies کی بجائے ان points کو address کریں جو ہم نے raise کیے۔ دوسری بات، جناب والا! میرے کچھ دوست اور ساتھی باہر بیٹھے ہوئے ہیں، وہ سارے ex-MNAs اور Senators وغیرہ ہیں اور وہ کہہ رہے ہیں کہ ان کے کچھ passport وغیرہ کے کچھ issues ہیں، مہربانی کرکے اس کو ذرا آپ resolve کر لیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: میر صاحب! کوئی controversy نہیں ہوگی۔ ماشاء اللہ he is an able Minister اور ان کی خدمات کو آپ acknowledge کریں۔ وہ بڑے active اور سمجھ بوجھ کے مالک ہیں۔ جی ملک صاحب۔

Senator A. Rehman Malik (Minister for Interior): Thank you Mr. Chairman. Let me raise above all politics and personal interests.

مجھے جتنا بھی provoke کیا گیا ہے، I will not say anything on personal things. Let me talk as a Pakistani. Let me talk as one of you in a collective manner. اس سے پیشتر میں یہاں پر جتنے بھی facts ہیں وہ بیان کروں جیسا کہ پہلے بھی کرتا رہا ہوں۔ ہاں! Opposition کی طرف سے اعتراضات بھی آتے ہیں اور یہ ایک حسن ہے جمہوریت کا کہ جو انہوں نے کہا ہے، بہت کچھ سیکھا بھی ہے اور میری سب سے پہلی request ہوگی کہ میرے FC کے شہید، میرے کوسٹ گارڈ کے شہید، وہ میرے innocent بلوچی بہن بھائی، پٹھان بہن بھائی، سندھی، پنجابی، جتنے بھی شہید ہوئے ہیں ان کے لیے دعا ہونی چاہیے اور میں آپ کی وساطت سے حافظ حمداللہ صاحب سے درخواست کروں گا کہ وہ دعا کریں۔

(اس موقع پر فاتحہ پڑھی گئی)

سینیٹر اے رحمٰن ملک: جناب چیئرمین! میں نے اپنے تمام honourable colleagues کے جتنے بھی points تھے، ان کو نہ صرف غور سے سنا بلکہ ان کے reference سے جو جو information میرے پاس ہے، اس کو سامنے رکھتے ہوئے میں ہاؤس کے سامنے وہ تفصیلات پیش کروں گا اور اس یقین کے ساتھ پیش کروں گا کہ میں blame game نہیں کروں گا، جو facts ہیں with responsibility and transparency I will put it here. Mr. Chairman, دو چیزیں ہیں ایک جیسے اسحٰق ڈار صاحب نے فرمایا کہ زیادہ وقت ملنا چاہیے۔ اور میں نے if you recall, I called you in the morning دو requests کی تھیں کہ یہ issue بہت گھمبیر ہے۔ اس لیے بہت سی چیزیں میں on record آپ کو بتاؤں گا اور بہت سی چیزیں open House میں نہیں بتا سکوں گا۔ اس کے لیے آپ آج ہی فیصلہ کیجیئے گا اور آپ کل یا ہفتے بعد یا کوئی date fix کر دیجیئے جس پر میں ISI, Foreign Office, Interior and myself کو پابند کروں کہ وہ بتائیں کہ وہ کون سے alien factors ہیں، وہ کون سا external aggression ہے پاکستان پر، وہ کون سی geo-political changes ہیں جو وہ چاہتے ہیں۔ مجھے حاصل بزنجو کی بات بہت اچھی لگی جو انہوں نے کہی کہ اس وقت political situation اس region کی، جو security situation ہے اس region کی،

جو اس وقت world power کی اپنی game ہے، اس کے لیے ہم بلوچستان کو کسی صورت میں بھی الگ نہیں کر سکتے۔ تو جب میں وہ briefing in camera دوں گا تو آپ کو سمجھ آ جائے گی کہ واقعی ہمارے ساتھ کیا ہو رہا ہے اور کس حد تک ہم اس کی simile East Pakistan کے ساتھ دیکھ سکتے ہیں۔ جو میرے فاضل ممبران نے یہاں پر کہا، میں بہت حد تک ان سے متفق ہوں۔ آخر یہ سب پاکستانی ہیں۔ ان کے دل میں بھی وہی درد ہے جو آپ کے دل میں اور میرے دل میں ہے۔ یہ بھی روز اخبار پڑھتے ہیں۔ ان کے رشتہ دار بھی بلوچستان میں ہیں۔ ان کے پاس بھی لاشیں آتی ہیں وہاں سے، آخر لوگ سوچنے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے۔

میں کچھ تفصیلات آپ کو بتاؤں گا، اگر آپ سمجھتے ہیں کہ اس کے بعد بھی آپ تسلی نہیں ہوتی اور آپ اور سننا چاہتے ہیں تو I will be ready to come here tomorrow again and give the briefing. لیکن میری ایک درخواست ہو گی کہ آج یہ فیصلہ کیجیئے جو پچھلے ڈیڑھ سال سے میں بار بار یہاں اس ایوان میں درخواست کرتا رہا ہوں کہ مجھے in camera سنا جائے۔ بات سنی ضرور جاتی ہے لیکن صرف اس حد تک کہ ہاں آپ ٹھیک کہتے ہیں لیکن چیئرمین صاحب! آپ ریکارڈ نکال کر دیکھ لیجیئے کہ میری اس درخواست کو آج تک نہیں سنا گیا۔ میرا خیال ہے کہ اس پر ضرور فیصلہ کیجیئے گا۔ Let me come with the details.....

Senator Mohammad Ishaq Dar: Sir, with all due respect,

یہ بہت اچھی تجویز ہے۔ Let us not duplicate the thing. Please allow the Minister a day. کل پر رکھ لیں۔ سب لوگ اپنا پروگرام تبدیل کر دیں جنہوں نے کل جانا ہے۔ کون سی قیامت آجائے گی کل تک۔ یہ بلوچستان کا مسئلہ ہے۔ کل آپ in camera briefing دے دیں۔

سینیٹر اے رحمٰن ملک: میں تو یہ عرض کر رہا ہوں کہ اگر آپ چار دن بھی کہیں گے تو میں آؤں گا اور بیٹھوں گا and I will come with my team. Mr. Chairman, I think this is the issue today with us اور اگر آج ہم نے کوتاہی کی تو شاید تاریخ ہمیں کبھی معاف نہیں کرے گی۔ میں یہ سوال پہلے بھی کر چکا ہوں اور میں یہ درخواست بھی پہلے کئی مرتبہ کر چکا ہوں کہ ہمیں in camera سنا جائے تا کہ یہ سارے questions جو یہ آج کر رہے ہیں ان کا جواب ہم آپ کو دے سکیں کہ ہمارے ساتھ بلوچستان میں کیا ہو رہا ہے اور کون کر رہا ہے۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین: دیکھیں وزیر صاحب نے ایک بات کی کہ there are so many things جن کے بارے میں آپ کو floor پر information دے سکتا ہوں لیکن there are certain things جو وہ in camera دیں گے۔ جو information ان کے پاس ہے وہ آپ سنیں اور in camera کے لیے تو یہ possible نہیں ہو گا کیونکہ اس کے لیے انہیں ISI کو بھی بلانا پڑے گا۔ لہٰذا اس کے لیے کچھ دن چاہییں۔

Senator A. Rehman Malik: Mr. Chairman, I will be grateful, I have been listening my colleagues very patiently and my request to all my colleagues would be to give me patient hearing and let me tell you a few things, I hope you will give me that. Thank you Mr. Chairman.

Mr. Chairman, everybody knows and it is a part of record and it is the part of the Constitution that 18th Amendment اور اس کی devolution کے بعد law and order situation becomes the provincial subject but as rightly pointed out by the Opposition کہ ہم اس سے آنکھیں بند نہیں کر سکتے اور یہ حقیقت ہے کہ ہمیں آنکھیں بند نہیں کرنی چاہییں۔ میں یہ کہوں گا کہ یہ ایک ایسا issue ہے، جس کو ہمیں collectively دیکھنا ہو گا، collectively study کرنا ہو گا، collectively اس کا حل نکالنا ہو گا before it is too late.

جناب چیئرمین! سب سے پہلے تو میں یہ عرض کروں کہ جو factors ہیں، just to fresh your memories کہ بلوچستان کے issues یا اس وقت جو آپ وہاں پر insurgency کی situation دیکھ رہے ہیں یا اس کی transformation دیکھ رہے ہیں towards Azad Balochistan Movement. یہ آج کی نہیں ہے۔ I will take you back in the history, in 1948 and 1950 جو نوروز خان کی ایک movement تھی وہ آپ کے سامنے ہے۔ بلوچستان سے میرے ساتھی اس کو بڑی اچھی طرح سے سمجھتے ہیں۔ 1963–69 میں شیر محمد بجرانی نے movement شروع کی اس کے بھی اثرات آپ کے سامنے تھے اور اس کے بعد finally 1973–78 جب خیر بخش مری صاحب نے کی وہ movement بھی آپ کے سامنے ہے۔ آج اسی کے follow up میں آپ نے دیکھا کہ خیر بخش مری صاحب کے صاحبزادے حیر بیار مری نے شروع کی، جو آج UK میں بیٹھے ہوئے ہیں۔

It is a factجو فرحت اللہ صاحب نے بات کی کہ ہم نے تھوڑی help نہیں کی، سب کی help کی، کیونکہ ہسٹری ہمارے پاس موجود تھی ہمیں پتا تھا کہ یہاں سے aggression آسکتی ہے ۔اس aggression کے لیے ہمیں کچھ نہ کچھ کرنا چاہیےاور اس کے لیے جیسے appreciate کیا ہمارے لیڈر نے بھی کہ جہاں پر دوسرے واقعات یا دوسرے effects ہوئے وہاں عام پبلک کے سامنے ہمارے لیڈر نے معافی مانگی اور یہ بتایا کہ وہاں پر واقعی زیادتیاں ہوئی ہیں اور وہاں پر زیادتیاں تھوڑی نہیں بہت زیادہ ہوئی ہیں۔اس میں ایسی deprivation آئی کہ اس نے ایک compounded affect چھوڑا اور جیسے حاصل بزنجو صاحب نے کہا کہ جھگڑا موجود ہے، جھگڑا موجود تھا۔اس کو ہمارے دشمن hostile elements exploit کیسے کرتے ہیں ۔اس میں جو factors ہیں ان میں سے چند کا، میں ضرور ذکر کروں گا جو کہ اس وقت attribute کر رہے ہیں ان کو بھی مد نظر رکھنا ہوگا اس میں activities of the sub-nationals and separatists کوئی مانے یا نہ مانے ، fact ہے،ان کا terror بھی ہے اور terror ان کا صرف وہاں عوام پر نہیں ہے بلکہ میڈیا پر بھی ہے ۔I can disclose those people جو تھوڑا بہت لکھنا چاہتے ہیں یا بات کرنا چاہتے ہیں ان کے گھروں میں خط آتے ہیں ۔میری بہن کلثوم کا کیا قصور تھا، ان کے گھر میں گرنیڈ کس نے مارا اور قسمت سے وہ بچ گئیں۔ یہ ایک political leader کے ساتھ نہیں ہوا، بہت سارے لیڈرز کے ساتھ ہوا ۔ Then we have nexus between Taliban and proscrebed organizations اور کسی کو شک نہیں ہونا چاہیے کہ طالبان اگر KP میں یہ سارا کچھ کرسکتے ہیں تو وہ بلوچستان میں بھی کرسکتے ہیں اور ہمارے پاس اس کے signatures ہیں۔ یہ بھی کسی کو شک نہیں ہونا چاہیے ۔ I say here, I say at every forum that Lashker-e-Jhangvi is one of the main organizations which is contributing to the distress and they are coupled with BLA, I can give the proof of that.

جناب چیئرمین! سریاب روڈ کی بات ہوئی میں خود کوئٹہ گیا۔ ساڑھے دس کلومیٹر کا علاقہ ہے اور ایک طرف ہزارہ کے شیعہ لوگ رہتے ہیں، تھوڑی دور جا کر دوسرے فرقے کے رہتے ہیں اور جو ویگنیں یا buses جاتی ہیں ان کو target کیا جاتا ہے۔ یہ fact ہے کہ وہاں پر F.C اور پولیس بھی لگائی گئی لیکن دنیا کے کسی بھی ملک میں ایک ایک کونے کو کبھی پولیس یا دوسرے اداروں نے روک کراس کی protection نہیں کی ۔ That is the mindset. The mindset is to bring the instability in Pakistan. اور وہ فورسز جنہوں نے یہ

پلان کیا ہوا ہے کہ پاکستان کو disintegrate کرنا ہے انہوں نے ایک پورا road map بنایا ہوا ہے۔وہ کس نے road map بنایا ہوا ہے۔ میں یہی عرض کر رہا ہوں کہ اس کے لیے date کوئی fix کریں تو میں وہ تفصیل بتاؤں گا کہ road map کونسا ہے وہ کن لوگوں کو استعمال کر رہے ہیں۔میں آج یہ چیز عرض کروں گا کہ ایک perception ہے کہ فورسز کے لوگ، F.C کے لوگ، پولیس کے لوگ اور شاید وہ لوگ جو گورنمنٹ سے associated ہیں وہ لوگوں کو اٹھاتے ہیں اور مارتے ہیں۔میں یہ refute نہیں کرتا۔ میں totally اسے belie نہیں کرتا لیکن میں اس کی back ground ضرور بتاؤں گا۔ اس وقت جو چل رہی ہے اور آپ کے نوٹس میں یہ بات ضرور ہونی چاہیے کہ not only the missing persons and law and order situation وہاں کا مسئلہ ہے بلکہ نوکری کی problem، وہاں کی غربت کی problem وہاں پر انہیں جو چیزیں ملنی چاہییں وہ نہ ملنے کی وجہ سے بلوچستان کے وہ حصے محروم ہیں اور جب وہ اسلام آباد میں آکر چہل پہل اور ریل پیل دیکھتے ہیں تو ان کو افسوس ہوتا ہے وہ لاہور جاتے ہیں تو ان کو تکلیف ہوتی ہے۔ان کے بچوں کو اچھے سکولوں میں ایڈمشن نہیں ملتا تو انہیں تکلیف ہوتی ہے۔ ہاں، ہماری طرف سے غلطیاں ہوئیں۔کل میں Establishment Secretary سے تفصیل لے رہا تھا کہ کتنے ہمارے افسر ہیں جو وہاں جاتے ہیں اور ان کی situation کیا ہے۔کیا ان کی جو posting ہوتی ہے وہ جا کر وہاں لیتے ہیں تو مجھے افسوس ہوا کہ less than 20% لوگ جا کر وہاں رپورٹ کرتے ہیں۔آج بھی وہاں 79 posts of DMG خالی پڑی ہیں۔اس طرح more than 50 posts of the PSP Officers are lying vacant. کیونکہ جس کی posting ہوتی ہے وہ بلوچستان نہیں جاتا۔اس لیے کہ یہ تاثر ہے کہ جس کو سزا دینی ہے وہ بلوچستان چلا جائے تو اس معاملے کو ہم نے بڑے غور و خوض سے دیکھا اور اس کو ہم نے tie up کیا کہ جس کی سروس تین سال بلوچستان میں نہیں ہے اس کو پروموشن نہیں ملے گی۔ اس طرح بہت سے reforms ہم نے دیئے ہیں لیکن ساتھ ساتھ میں یہ عرض کرتا جاؤں کہ جب ہم aggression کی بات کرتے ہیں تو aggression میں ایک impression جو دنیا میں آیا ہوا ہے اس impression کو ضرور ختم ہونا چاہیے کیونکہ حاصل بزنجو صاحب تھوڑی دیر پہلے کہہ رہے تھے کہ ہماری development نہیں ہو رہی ہے۔ بالکل، وہ بجا کہہ رہے ہیں اور اس بات پر میں ان کا ساتھ بھی دیتا ہوں development کیوں رکی ہوئی ہے؟ اس لیے کہ جب کوئی development programme ہو رہا ہوتا ہے تو اس کو BLA والے warn کرتے ہیں اور پاکستانی workers کو خط آتے ہیں اور ٹیلی فونز آتے ہیں کہ یہ جگہ چھوڑ کر چلے جاؤ۔اگر وہ

نہیں جاتے تو ان کے خلاف بھر پور قسم کا ایکشن ہوتا ہے۔ 19 جولائی 2012 کو 8 پاکستانی ورکرز جو ایک Greek company میں کام کر رہے تھے ان کو warning دی گئی اور جب انہوں نے warning نہیں مانی تو ان کو اٹھایا گیا اور ان کو قتل کیا گیا اور قتل کر کے ان کی لاشوں کو سڑک پر پھینکا گیا اور BLA کے BLA I am repeating BLA, you will hear more today میرا خیال ہے کہ اس ہاؤس کو پتا ہونا چاہیے اس سارے incident کا، کہ BLA اور مری بلوچ proper own کرتے ہیں اور claim کرتے ہیں کہ ہم نے کیا ہے۔ Second incident 27th July, 2012 کو ہوتا ہے اور اس میں بھی ریلوے سٹیشن سبی پر حملہ ہوتا ہے اور اس میں دس لوگ شہید ہوتے ہیں۔ وہ بھی BLA claim کرتی ہے It is open matter of public record. On 15th February, 7 non-locals کو قتل کر کے لاشیں سڑک پر پھینکی جاتی ہیں۔ اس کا claim کون کرتا ہے۔ BLA والے، 12 جنوری 2012 کو ہماری 14 paramilitary forces کے بندے اٹھائے جاتے ہیں، ان کو مار کر سڑک پر تربت کے قریب پھینک دیا جاتا ہے اور پھر claim کیا جاتا ہے۔ کون claim کرتا ہے۔ BLA پھر 2nd January کو BLA نے 35 پاکستانی سولجرز کو شہید کیا۔ Claim کون کرتا ہے؟ BLA، 15 اگست کو ہمارے 16 پنجابیوں پر اٹیک ہوتا ہے اور وہ مارے جاتے ہیں۔ Claim کون کرتا ہے۔ .BLA

جناب چیئرمین! 299 IDs explosions ہوتے ہیں mines کے، اور اس میں ہمارا loss ہوتا ہے اور 176 ہمارے FC کے innocent soldiers شہید ہوتے ہیں۔ Claim کون کرتا ہے۔ again BLA. جناب، بات یہ ہے کہ اس کے علاوہ 502 incidents abduction کے ہوتے ہیں اور ان سے recovery بھی ہوتی ہے کوشش کر کے واپس بھی نکالے جاتے ہیں۔ Claim کون کرتا ہے BLA اور 2011 میں جو صرف F.C کے شہید ہوئے وہ 138 لوگ ہیں۔ Claim کون کرتا ہے، BLA اور پولیس کے 89 لوگ شہید کیے جاتے ہیں اور BLA claim کرتی ہے۔ سویلین 872 لوگ مارے جاتے ہیں شہید ہوتے ہیں اور 1177 لوگ زخمی ہوتے ہیں Claim کون کرتا ہے، BLA اس لیے میں بار بار یہ عرض کر رہا ہوں کہ یہ میری فگرز نہیں ہیں یہ فگرز ہوم ڈیپارٹمنٹ کی ہیں Intelligence کی ہیں اور verifiable ہیں۔ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ اسی طرح گیس کی پائپ لائن میں جو explosions ہوتے ہیں، آپ دیکھتے ہیں کہ تقریباً ہر روز ہوتے ہیں، security projects پر جو حملے ہوتے ہیں، وہ آپ کے سامنے ہیں۔ میں صرف آج آپ کو یہ فرق دکھانے جا رہا ہوں کہ بلوچستان میں ان ساری محرومیوں

کے باوجود بلوچستان کے عوام پاکستان کی فیڈریشن پر یقین رکھتے ہیں۔ اس کا تاثر، اس کا proof یہاں پر sitting MNAs, Senators اور پارلیمنٹ کے مختلف امور کو ہینڈل کرنے والے لوگ بتا سکتے ہیں۔ جو میرے visits remote areas میں ہوئے ہیں، میں نے وہاں پاکستان کے لیے پیار دیکھا۔ پیار رہے لیکن یہاں ہمیں ایک خط کھینچنا پڑے گا کہ ایک عام بلوچستانی، عام بلوچی بھائی، وہاں کا رہنے والا جو بھی بلوچی ہے، وہ سندھی ہے، پنجابی ہے یا وہ پختون ہے یا وہ کسی بھی نسل سے تعلق رکھتا ہے، وہ بلوچی ہے اور وہ پاکستانی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ they are victims of BLA. اور یہ میں ریکارڈ اور اعداد و شمار سے ثابت کر رہا ہوں کہ یہ حقیقت ہے کہ وہ لوگوں کو شہید کرتے ہیں۔ میں صرف ایک چیز کا اپنے دوستوں، رفقاء سے سوال کرتا ہوں اور Mr. Chairman, you are from Balochistan مجھے یہ بتائیے گا کہ اگر ایک insurgent پولیس مقابلے میں یا ایف سی کے مقابلے میں مارا جاتا ہے تو اس کے لیے تو ہاتھ اٹھ جاتے ہیں۔ کوسٹ گارڈ کے میرے سات نوجوان شہید ہوتے ہیں، مجھے میڈیا میں کہیں رپورٹ نظر نہیں آتی۔ مجھے کہیں سے پارلیمنٹیرین کی طرف سے آواز اٹھتی سنائی نہیں دیتی۔ آخر یہ بھی کسی کے بیٹے ہیں۔ یہ بھی کسی کے باپ ہیں۔ میں اپنی فورسز کا دفاع نہیں کر رہا۔ They are there to protect you and me, protect the borders. ایف سی پر بہت تنقید ہوتی ہے۔ اس وقت بلوچستان کی جو پوزیشن ہے۔ میں پہلے امن و امان کی صورت حال پر آتا ہوں۔ پہلے بی ایریا ہوتا تھا۔ بی ایریا، لیویز کے کنٹرول میں ہوتا ہے۔ بی ایریا کو گزشتہ حکومت نے پہلے اے ایریا میں تبدیل کیا۔ ہم آئے تو آغاز حقوق بلوچستان میں کمیٹی کے اجلاس میں سارے اراکین نے شرکت کی جن میں ہمارے اپوزیشن لیڈر صاحب بھی شامل ہیں، جو ابھی تشریف فرما ہیں۔ اس میں انہوں نے بھی شرکت کی۔ اس میں سب کا یہ مطالبہ تھا اور consensus کے ساتھ یہ فیصلہ ہوا کہ اے ایریا کو ختم کر کے بی ایریا میں تبدیل کر دیا جائے۔ لہٰذا اس وقت پورے بلوچستان میں پانچ فیصد اے ایریا ہے۔ اے ایریا کا معنی ہے control of the Police, B Area; the control of the levies, tehsildars, I mean different systems, you may say partly a tribal system. اس وقت کوئٹہ شہر میں آدھا اے ایریا ہے، آدھا بی ایریا ہے۔ میں نے جب آئی جی سے پوچھا کہ سریاب روڈ پر جو ہوتا ہے، آپ اس پر کنٹرول کیوں نہیں کر سکتے؟ اس نے کہا کہ ہمارے لیے پرابلم یہ ہے کہ جو ہمارا ملزم ہوتا ہے یا ہم اس کا تعاقب کرتے ہیں وہ بھاگ کر بی ایریا میں چلا جاتا ہے۔ بی ایریا میں پولیس نہیں جا سکتی جب تک بی ایریا کا تحصیلدار اس کو اجازت نہیں دیتا۔ تو یہ ایک پرابلم ہے۔ جو ریفارمز ہم نے آغاز حقوق بلوچستان میں

کیں، ان میں مزید کام کی ضرورت ہے۔ I will term it that we need massive reforms ہم نے convert تو کر دیا لیکن جو para staff تھا، وہاں جو کام کرنا چاہیے تھا، جو logistics ہونے چاہییں تھے، they have not put in place. مثال کے طور پر اس وقت جو بھرتی لیویز کی ہوئی، جیسے حاصل بزنجو صاحب نے کہا تو they are like چوکیدار۔ ان کے پاس نہ پولیس کی ٹریننگ ہے، نہ ان کی counter terrorism کی کوئی ٹریننگ ہے۔ وہ ملیشیا کا یونیفارم پہن لیتے ہیں اور جن سرداروں نے بھرتی کیا ہوتا ہے، انہی کی خدمت میں وہ ہوتے ہیں۔ دن کو وہ جو کام کرتے ہیں، وہ بھی حاضر ہے، وہ بھی آپ دیکھ سکتے ہیں اور اس وقت ہمارے پاس جو intelligence support ہے، رات کو جس طرح وہ ڈاکے ڈالتے ہیں اور جس طرح کی وہ حرکتیں کرتے ہیں، میں حاصل بزنجو صاحب کے ساتھ بالکل اتفاق کرتا ہوں۔

(مداخلت)

سینیٹر اے رحمٰن ملک: حسنی صاحب! میں نے کہا تھا جب میں بول رہا ہوں تو آپ نہیں بولیں گے۔ آپ بعد میں مجھے questions کر لیجیے۔ I will be grateful میں رات تک بیٹھا رہوں گا and I will answer you and my personal request would be to please listen to me with patience کیوں کہ میں نے بھی برداشت کیا۔

Mr. Chairman, I would request that I would not be disturbed. Now I am speaking, I will be ready to answer you any question you put but let me speak please sir.

Mr. Acting Chairman: There will be no interruption please.

سینیٹر اے رحمٰن ملک: I am ready to answer you any question you make. پہلے میں ایک عرض کر دوں۔ میں کسی سردار کے خلاف نہیں ہوں۔ میں کسی سردار کے خلاف بیان نہیں دے رہا، نہ میں کسی سردار کو hit کر رہا ہوں۔ میں صرف سسٹم بتا رہا ہوں۔ اگر مجھے آج بھی سسٹم کے بارے میں نہیں بتانا تو there is no point. میں یہاں چاپلوسی کرنے نہیں آیا۔ I am going to give the facts اور جو لوگ ملوث ہیں، میں ان کی تفصیل بھی بتاؤں گا۔ مجھے پتا ہے یہاں کچھ ایسے لوگ بیٹھے ہیں جنہوں نے suffer

کیا۔ یہ بھی میرے ذاتی علم میں ہے کہ بہت سوں کے بیٹے بھی شہید ہوئے ہیں۔ مجھے پتا ہے کہ ان کی مجبوریاں ہیں۔ کچھ ایسے بھی ہیں جنہیں مجبوراً جنرل مشرف سے ہاتھ ملانا پڑا کہ انہوں نے کتنا aggression کیا۔ انہوں نے ان کے ساتھ کیا کیا نہیں کیا۔ کون کون سا problem create نہیں کیا اور اسی کی جو روش چلی، جنرل مشرف نے اکبر بگٹی صاحب کو شہید کیا، یہ سب کے سامنے ہے۔ الزام تو ہماری حکومت پر آتا ہے کہ شاید اس نے کچھ نہیں کیا۔ I state before this House کہ ان سب لوگوں کے خلاف وہ کیس بھی رجسٹرڈ ہوا اور وہ کیس چل بھی رہا ہے اور اس کا matter اس particular case میں Article 6 کے علاوہ جو بگٹی صاحب کا murder case ہے، ہم نے اس کے بارے میں باقاعدہ انٹرپول کو لکھا ہے کہ ان سب کو پکڑ کر ہمارے حوالے کیا جائے because they are involved in murder case دوسرے لوگوں نے عدالتوں سے ضمانتیں کروالی ہوئی ہیں۔ لہٰذا یہ کہنا صحیح نہیں کہ شاید جنرل مشرف کے خلاف ہم نے ایکشن نہیں لیا میں وہ سٹیٹمنٹ جو حاصل بزنجو صاحب نے دی تھی، میں اس کی documentation ان کو مہیا کر سکتا ہوں۔ میں ایف سی پر بات کر رہا تھا کہ اس پر الزام تو بہت لگتے ہیں لیکن ساتھ یہ دیکھیں کہ پوری ایف سی ہے، جو ہماری پوری deployment ہے اس کے وہاں پر تین فنکشنز ہیں۔ ان کی border management ہے یعنی امیگریشن اور اس کے اردگرد سمگلنگ کو روکنا۔ دوسرے ان کے اس وقت بلوچستان میں پچیس پراجیکٹس ہیں، جن کا تحفظ وہ خود کرتے ہیں اور third of course یہ ان کو رول دیا گیا آغاز حقوق بلوچستان سے پہلے بھی یہ کردار دیا گیا اور بعد میں clearly there was the demand of the Chief Minister of Balochistan کہ ایف سی اگر فیڈریشن کے تحت، یعنی وزارت داخلہ کے ماتحت ہے تو وہ اس کام کو نہیں کر سکتے کیونکہ ان کو براہ راست احکام چاہئیں تاکہ ان کے direct orders کی implementation ہو۔ لہٰذا وزارت داخلہ نے through an order placed the FC under the Chief Minister Balochistan with the direction کہ امن و امان کے سلسلے میں وہ جس قسم کا بھی آرڈر دیں they will have to obey تو آج ایف سی پولیس کو assist کرتی ہے under the directions of Chief Minister اور جو بھی چیف منسٹر یا صوبائی حکومت کی ضرورت ہوتی ہے، وہ پوری کی جاتی ہے۔ پورے بلوچستان کے پانچ فیصد ایریا میں ایف سی لوکل گورنمنٹ کو اپنی سیکورٹی دیتی ہے۔ کل میں جب کمیٹی میں بات کر رہا تھا تو یہی سوال کیا۔ میں نے کہا کہ ان پر الزام یہ ہے کہ شاید ساری چیزیں ایف سی کرتی ہے اور I offered میں نے کہا کہ this is the

ہم نے responsibility of the local police and the local administration. بلوچستان میں ایف سی بالکل ویسے ہی رکھی ہوئی ہے جیسے پنجاب میں رینجرز رکھے ہوئے ہیں۔ کیا پنجاب نے رینجرز کبھی نہیں مانگے؟ حالانکہ وہ فورس لے سکتے ہیں۔ وہ اپنی پولیس استعمال کرتے ہیں۔ اپنی ریزرو کو استعمال کرتے ہیں۔ یہاں کیونکہ بلوچستان حکومت کے پاس اتنی پولیس نہیں ہے۔ ٹرینڈ لوگ نہیں ہیں۔ لہٰذا انہوں نے درخواست کر کے ایف سی کی خدمات لیں اور اگر بلوچستان حکومت یا بلوچستان کی لیڈرشپ کو اعتراض ہے تو I withdraw my force اور ان کا جو کام ہے، میں ان کو بارڈر پر بھیج دیتا ہوں اور باقی پھر آپ سنبھال لیں۔ But the question is again the matter of responsibility اگر یہ ذمے داری دی جاتی ہے تو اس کے ایکشن بھی قبول کرنے چاہییں لیکن بلوچستان میں ہر ہونے والی چیز ایف سی نہیں کرتی۔ جناب چیئرمین! میرے تمام فاضل اراکین جانتے ہیں کہ جب کوئی insurgency ہوتی ہے یا آزادی کی کوئی تحریک چلتی ہے تو سب سے پہلے جو لوگ باہر سے ان کی پشت پناہی کرتے ہیں، وہ ان کو ایک پلان دیتے ہیں۔ اس منصوبے پر عمل کیا جاتا ہے۔ اس میں باہر کے جو factors ہیں، انہوں نے بھی مدد کرنی ہوتی ہے۔ سب سے پہلے حقوق انسانی کے علمبردار سامنے آتے ہیں۔ مجھے یہ بتائیے کہ کیا پاکستان، پنجاب کی حدود میں انسانی حقوق کی خلاف ورزی نہیں ہوتی؟ ہوتی ہے۔ کیا KPK میں نہیں ہوتی؟ ہوتی ہے۔ کیا سندھ میں نہیں ہوتی؟ ہوتی ہے تو

Why to show too much and give more importance to Balochistan? Why notice has to be taken by the Congress of USA? Why the notice has to be taken by UNO? Why there has to be some seminars in the world on only Balochistan because this is a part and parcel of that conspiracy…

جو بنائی گئی، وہ road map and SOP follow کیا جاتا ہے۔ I have a question for Mr. Brahamdagh Bugti, I had started negotiations with you. You were very nice and kind میں نے فیصلہ بھی کیا تھا کہ آپ کو تاجکستان میں ملوں گا، پھر آپ نے کیوں انکار کیا؟ مجھے آپ کا last message ملا کہ ''میں انڈیا گیا تھا اور میں نے وہاں پر نیا سال منایا'' وہاں کی establishment نے اس کو کہا کہ اگر تم رحمٰن ملک کو ملو گے تو تمہیں مار دیا جائے گا۔ میں نے اس کو یہاں تک offer کی کہ کوئٹہ کے قریب آجاؤ، ایران، بلوچستان کے border پر آجاؤ میں آپ سے ملتا ہوں لیکن نہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ بلوچستان میں جو کچھ ہو رہا ہے، اس کا major portion BLA جو killing machine بنی ہوئی ہے،

اس کی وجہ سے ہے۔ I will use this word "killing machine" and I proved that کہ یہ killing machine ہے اور اس کی supply, spare parts, overhauling سب افغانستان سے ہوتی ہے۔

جناب چیئرمین! میں ایک واقعے کی طرف آپ کی توجہ دلاؤں گا، حاصل بزنجو صاحب گہری نظر رکھتے ہیں، ایک پارٹی کے leader ہیں، انہوں نے بہت سی چیزوں کے اشارے کیے۔ اس مرتبہ جب ہم افغانستان گئے، میرے ساتھ درانی صاحب، وزیر خارجہ صاحب اور DG, ISI تھے۔ وہاں پر صدر کرزئی صاحب نے بڑی خوبصورتی سے اور مدلل طریقے سے اپنا case present کیا کہ پاکستان towards the destabilization of Afghanistan contribute کر رہا ہے۔ انہوں نے حقانی network اور کچھ افغان leadership کا نام لیا اور کھل کر کہا کہ جب تک یہ aggression ختم نہیں ہو گی، ہم آگے نہیں بڑھ سکتے۔ جب یہ بات چیت ہو گئی تو I addressed the president. I said President Karzai, you have beautifully presented your case but I have some submissions, which are;

You tell me Mr. President, that you have control on Kunar side, why everyday or on alternate days 200, 300 terrorists come to Malakand Swat, Bajaur, Mohemand and after killing my people they run away?

نہ صرف یہ بلکہ ان کے لوگ جو زخمی ہوتے ہیں، ان کو کنڑ کے سرکاری ہسپتالوں میں کیوں admit کیا جاتا ہے؟ سوات، مالاکنڈ سے ہمارے پاکستانیوں کو recruit کر کے اٹھارہ سے بیس ہزار روپے تنخواہ کیوں دی جاتی ہے؟ مولوی فقیر محمد، فضل اللہ آپ کے پاس کیوں چھپے ہوئے ہیں؟ انہوں نے اپنے آپ کو re-energize کیسے کیا ہے۔

پھر میں بلوچستان کی طرف آیا۔ میں نے کہا Mr. President, if you recall میں نے ہی آپ سے request کی تھی، براہمداغ بگٹی، John Solecki کے اغوا میں ملوث تھا۔ ہم اسے اپنے بہت سے لوگوں اور leader کو مارنے کا مکمل طور پر ذمہ دار قرار دیتے ہیں۔ ہمارے پاس information ہے کہ جب حربیار مری فون کرتا ہے تو لاشیں گرتی ہیں۔ وہ خاص طور پر آپ کے ان علاقوں میں، اور میں نے ان علاقوں کے نام mention کیے کہ وہاں پر camps ہیں جن میں training ہوتی ہے۔ وہ لوگ training لے کر آتے ہیں اور میں نے کہا کہ اگر آپ کے Foreign Office and Intelligence کے لوگ میرے ساتھ بیٹھ جائیں تو میں ان بندوں کی فہرست

دینے کے لیے تیار ہوں جن کو 468 ڈالر فی کس ماہانہ ملتے ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ بلوچستان میں افغانستان سے supply ہوتی ہے۔ اس میں arms and ammunitions ہیں، اس میں in the form of training بھی ہے اور ہم جو بھی case trace کرتے ہیں وہ Thuraya phone کے ذریعے افغانستان کی سرحدوں کے اندر آتا ہے۔ آپ بتائیں کہ کیا آپ ہماری مدد کر سکتے ہیں؟ جواب سنیے گا۔ وہ کہتے ہیں، بات یہ ہے کہ اگر آپ ہماری meeting حقانی گروپ کے ساتھ کرادیں کیونکہ جو پاکستانی یا افغانی طالبان ہیں، افغانی طالبان پاکستانی side پر ہیں، آپ ہماری ملاقات کرا کر ہمارے حالات ٹھیک کرائیں تو میں Americans سے from Kunar to Malakand Swat and in Balochistan from Afghanistan Qandahar to that side سے جو بھی border سے crossing ہے، اس سلسلے میں سفارش کروں گا۔ I must appreciate the DG, ISI انہوں نے میرا ساتھ دیا، انہوں نے کہا کہ Mr. President, that means you are doing quid pro quo. اب یہ ثابت ہو گیا ہے، آپ نے اپنے منہ سے یہ بات کہہ دی ہے اور یہ ثابت ہوا کہ بلوچستان اور مالاکنڈ سوات میں جو کچھ ہو رہا ہے آپ اس کا حصہ ہیں but he said وہاں اب میرا control نہیں ہے کیونکہ کنڑ کا علاقہ NATO forces and America کے پاس ہے، بلوچستان کا علاقہ بھی ان کے پاس ہے۔

I said then why are you negotiating Mr. President?

میں on the floor of the House آپ کو بتا رہا ہوں کہ یہ چیزیں ہیں۔ اس کے علاوہ جو ملک ہیں، جب میں ان کی تفصیل عرض کروں گا تو جو major factor ہے، جس کو میں external aggression کہوں گا a well planned external aggression on Pakistan اور میں اس کو اس وقت کی regional security سے link کروں گا۔ جب میں regional security کی بات کرتا ہوں تو میں افغانستان اور انڈیا کے nexus کو بھی نہیں بھولتا۔ آپ کو پتا ہے اور جیسا کہ Leader of the opposition نے کہا کہ ہمارا سب سے بڑا قصور ہے کہ we are a nuclear state and being a nuclear state ہم کچھ لوگوں کو نہیں بھاتے اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ war on terror میں US کے partner تو ہم ہیں لیکن India concessions کو مل رہی ہیں despite this کہ وہ بھی ہماری طرح Nuclear Organization کے member نہیں ہیں لیکن ان کو وہ ساری facilities مل گئی ہیں۔ Our that cry has very vocally stated that please no discrimination. This discrimination with us is going to destabilize

situation یہ ایک international web ہے، اگر آپ ایران، افغانستان کی the region. دیکھ لیں، جو کچھ چین میں ہو رہا ہے، وہ بھی آپ کے سامنے ہے اور افغانستان پاکستان کی سرحدوں میں جو کچھ ہوا ہے یا کرایا جا رہا ہے، وہ بھی آپ کے سامنے ہے۔

اس وقت میں آپ کو دوبارہ اسی چیز پر لے کر جا رہا ہوں کہ یہ جنگ یا this insurgency is not from the people of Blochistan. It has been engineered by a few and terror is being used as a weapon. آج مجھے بڑی خوشی ہوئی جب حاصل بزنجو صاحب نے analysis کیا کہ آپ 30% militancy, insurgency دیکھ رہے ہیں لیکن 70% دوسرے groups کی ہے۔ I agree with him. جب گھر خراب ہوتا ہے تو برے لوگ سامنے آتے ہیں اور دنیا نے دیکھا کہ برے لوگ باقاعدہ sponsored ہوتے ہیں۔ مالاکنڈ سوات میں کیا ہوا؟ طالبان کیسے آئے؟ انہوں نے سب سے پہلے کہا کہ جو لوگ خراب، چور اچکے ہیں، ان کو اٹھاؤ۔ جب انہوں نے ان کو اٹھایا تو لوگوں کی ہمدردیاں ان کے ساتھ ہونی شروع ہو گئیں کہ یہ تو بہت اچھے لوگ ہیں لیکن جب انہوں نے قبضہ کر لیا تو جو کچھ انہوں نے کیا، وہ آپ کے سامنے ہے۔

جناب! میری عرض ہے کہ اس وقت کی situation میں جو foreign aggression ہے، اس وقت جو regional security ہے جس میں بلوچستان کی corridor کے طور پر بات کر رہے ہیں، وہاں کے ذخائر کی بات کر رہے ہیں---

(مداخلت)

سینیٹر اے رحمٰن ملک: وقفہ کر لیں۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: کتنا وقت لگے گا؟

سینیٹر اے رحمٰن ملک: جناب! میں آج وقت تو لوں گا۔ آپ نے اور میرے ہر دوست نے جو points کہے ہیں، ان کا جواب آج دوں گا۔

(مداخلت)

سینیٹر اے رحمٰن ملک: آپ بھی ماشاء اللہ بہت بڑے سیاستدان ہیں، میں تو آپ کا پرانا شاگرد ہوں۔ جب بول رہے ہوتے ہیں تو آپ وقت کی calculation نہیں کر سکتے۔ I have a number of things. وقفہ کر لیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: نماز کے لیے پندرہ منٹ کا وقفہ کر لیتے ہیں۔

(مداخلت)

سینیٹر اے رحمٰن ملک: ابھی کر لیں یا کل کر لیں مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے but I am going to take time, I am going to give you every fact today sir.

(اس موقع پر نماز ظہر کے لیے اجلاس میں پندرہ منٹ کا وقفہ کیا گیا)

(اجلاس وقفہ کے بعد دوبارہ جناب قائم مقام چیئرمین (سینیٹر صابر علی بلوچ) کی صدارت میں شروع ہوا)

جناب قائم مقام چیئرمین: ڈار صاحب! آپ resolution move کریں۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! جیسے پرسوں اتفاق رائے سے طے ہوا تھا جب میں نے point of order پر معزز ایوان کے اپنے ساتھیوں کی توجہ برما کے واقعہ کی طرف دلائی تھی کہ ہم consensus سے قرارداد مذمت بنا لیں، ہمیں Foreign Office کا draft Treasury Benches سے provide ہو جائے گا۔ میں یہ بات record پر رکھنا چاہتا ہوں جو draft آیا تھا ، وہ بہت ہی کمزور اور unacceptable تھا، Treasury Benches کو accept نہیں تھا، ہمیں تو بالکل accept نہیں تھا۔ میری duty لگی تھی کہ میں اس کو draft کروں، ہم نے discuss کر لیا ہے اور on behalf of both Opposition and Treasury Members consensus resolution ہے، برما میں مسلمانوں کے ساتھ جو کچھ ہو رہا ہے، میں اس پر resolution کو پڑھتا ہوں۔

"The Senate of Pakistan expresses its deep concern over the brutal acts of violence and systematic barbarous genocide being perpetuated against Rohingya Muslim population of Myanmar, which has sent a wave of shock, indignation and outrage throughout Pakistan.

Greatly distressed over reports of continuing mistreatment of, and discrimination against, Muslims in Myanmar in violation of the principles of the UN Charter/Universal Declaration of Human Rights, the Senate of Pakistan calls upon the Government of Myanmar to immediately restore normalcy, take all measures necessary to safeguard the lives, properties and

places of worship of the Muslim Community in the country, and ensure that those displaced are able to return to their homes and live in peace without fear or a sense of insecurity.

The Senate of Pakistan further expresses the hope that the recent transition to democracy in Myanmar would help various communities coexist peacefully and in harmony, and contribute effectively towards strengthening the process of democratic dispensation, ensuring the sustained growth, stability and prosperity of the country.

The Senate of Pakistan expresses the hope that a prompt investigation will be conducted and deterrent action taken against those found responsible for the cruel and reprehensible acts of genocide and crimes against humanity." Thank you Mr. Chairman.

Mr. Acting Chairman: Thank you. The resolution is adopted unanimously.

(The motion was carried)

Senator A. Rehman Malik: Mr. Chairman, this is a very good step taken by the Senate, I have also written to the Chief of the Interpol to intervene in it and find out what are the reasons that mass killings have been done. So, if any report comes, we will be able to submit it to the Senate.

Mr. Acting Chairman: It is a resolution from the Senate, it is good thing, thank you very much Mr. Minister that you have taken the matter seriously already.

Senator A. Rehman Malik: Should I continue sir?

جناب قائم مقام چیئرمین: ایک منٹ، ایسا لگتا ہے کہ آپ کا بڑا issue ہے، you are very well prepared, you will take more than two and a half hour تو ہماری آپ سے request ہے کیونکہ آج لوگ بھی کم موجود ہیں، اس لیے ہم کل دو بجے آپ کی تقریر سنیں گے۔ ٹھیک ہے، آپ کل باقی تقریر کریں۔

سینیٹر اے رحمٰن ملک: میں اپنے فاضل ممبروں کا شکر گزار ہوں کہ جنہوں نے ان points کو touch کیا جو basically crux of the matter ہیں، جیسے حافظ حمداللہ صاحب نے کہا، ڈار صاحب نے بہت اچھی باتیں کیں اور اسی طرح حاصل بزنجو صاحب نے بھی اچھی باتیں کیں، that has basically given me guide lines and I just have made, actually made out what's the mind of the Senate and what exactly they want to know. انشاء اللہ میں کل جو چیزیں بتاؤں گا، میری proposal یہ ہے جب میں ساری briefing دے دوں، let there be a session of questions and answers, let me stand countable and I answer you every question. میری آپ سے ایک request ہو گی کیونکہ یہاں پر حاصل بزنجو صاحب کی طرف سے ایک چھوٹا challenge آیا ہے، انہوں نے کہا کہ میں آغاز حقوق بلوچستان کے حوالے سے challenge کرتا ہوں کہ آغاز حقوق بلوچستان پر کام نہیں ہوا۔ وہ تقریباً 61 points ہیں، اگر آپ اجازت دیں گے اور مجھے 15, 20 minutes کے لیے کل screen مل جائے اور میں through power point کچھ چیزیں آپ کو بتا سکوں، کچھ نقشے پر چیزیں بتا سکوں۔

Mr. Acting Chairman: Right now,

Senator A. Rehman Malik: Not now tomorrow.

Mr. Acting Chairman: Mr. Minister, you can take your time tomorrow. So, I know that whatever the proceeding was today, you have to reply the honourable Members and there are so many things in your own mind.

Senator A. Rehman Malik: Ok thank you sir, if the House has consensus then I can do that for the House.

جناب قائم مقام چیئرمین: ٹھیک ہے۔ جی زاہد صاحب۔

سینیٹر محمد زاہد خان: جناب چیئرمین! پشاور سے مشرق اخبار نکلتا ہے، اس میں ایک خبر لگی ہے کہ دیر پائیں میں ٹرانسفارمر کے افتتاح پر ANP اور پیپلزپارٹی میں پھڈا۔ میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس میں ANP اور پیپلزپارٹی کا کوئی پھڈا نہیں ہے، یہ بے حسی Ministry of Water and Power کی ہے کہ گرڈ سٹیشن میں ایک نیا ٹرانسفارمر لگایا جانا ہے۔ پورے مالاکنڈ ڈویژن میں لیکن خصوصاً دیرلوئر اور دیراپر میں بجلی کی بہت problem ہے،

وہاں 18 سے 20 گھنٹے لوڈشیڈنگ ہوتی ہے۔ وہاں پر اب نیا ٹرانسفارمر لگنے کے لیے تیار ہے۔ میں Standing Committee on Water and Power کا چیئرمین ہوں اور یہ decide ہوا تھا کہ میں نے 30 تاریخ کو اس کے افتتاح کے لیے جانا تھا، اس میٹنگ میں سیکریٹری صاحب، منسٹر صاحب اور دیگر لوگ بھی بیٹھے تھے۔ وہاں پر arrangement کیا گیا لیکن عین ٹائم پر cancel کر دیا گیااور مجھے یہ اطلاع دی گئی کہ ابھی اس پر کام رہتا ہے۔ میں اسی دن فیڈرل منسٹر احمد مختار صاحب کے پاس گیااور میں نے کہا اگر یہ مسئلہ ہے کہ کون افتتاح کرے گا تو میری طرف سے آپ جا کر افتتاح کریں تا کہ عوام کی مشکلات تو دور ہوں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: ایک چیز میں بھول جاوں گا۔ میری honourable members سے گزارش ہے کہ کل افطاری یہیں پر ہاؤس کی طرف سے ہو گی۔ جی زاہد خان صاحب۔

سینیٹر محمد زاہد خان: آپ کے بھی علم میں ہے کہ ہم تین دن سے اس کوشش میں ہیں۔ احمد مختار صاحب توآتے نہیں ہیں، وہ ہاؤس کو کچھ نہیں سمجھتے، لوڈشیڈنگ ہے، ملک جل رہا ہے، roads بند ہیں، جلاؤ گھیراؤ ہو رہا ہے لیکن وہ ٹس سے مس نہیں ہو رہے۔ تسنیم قریشی صاحب دو دن تین سے آرہے ہیں، ہمارے ANP کے سینیٹرز ان کے پاس گئےاور انہیں کہا کہ مہربانی کرکے آپ وہاں inauguration کر لیں تا کہ لوگ یہ نہ سمجھیں کہ شاید ہماری وجہ سے کام رکا ہوا ہے۔ اس وقت تک اس پر عمل درآمد نہیں ہوا۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ کام انہوں نے خود روکا ہوا ہے اور میں احمد مختار صاحب کو اس کا ذمہ دار سمجھتا ہوں۔ وہاں ہم پر اور پیپلز پارٹی پر جو الزام لگ رہا ہے وہ غلط ہے، اگر وہ نہیں کرتے تو پرسوں ہم سارے Senators وہاں جائیں گے اور افتتاح کریں گے۔ میں آپ کے توسط سے Ministry of Water and Power کو warn کرتا ہوں کہ اگر کچھ ہوا توآپ ذمہ دار ہوں گےاور خصوصاً احمد مختار صاحب ہوں گے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: میرے خیال میں آپ منسٹر صاحب سے ملیں۔ Leader of the House یہاں ہوتے تو ہم ان سے request کرتے کہ منسٹر صاحب سے رابطہ کریں۔ جی احمد حسن صاحب! جو زاہد صاحب کا point of order ہے، کیا اسی سلسلے میں آپ بات کرنا چاہتے ہیں۔

سینیٹر احمد حسن: جی جناب۔ جناب چیئرمین! جب میں اس پر بات کرتا ہوں تو خدا گواہ ہے کہ میں بڑا محتاط ہوتا ہوں مجھے ڈر بھی لگتا ہے کہیں اس اظہار سے ہمارے درمیان دوریاں

نہ آجائیں۔ اس مسئلے پر basically اختلاف ہمارے فیڈرل منسٹر ملک عظمت صاحب سے ہوا ہے جو کہ اس علاقے سے MNA ہیں اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ اس علاقے سے پیپلز پارٹی کے منتخب MNA ہیں اور بحیثیت وفاق کے نمائندے کے یہ ان کا حق بنتا ہے کہ یہ federal executed scheme ہے، وہ اس کا افتتاح کریں۔

دوسری طرف انہوں نے Standing Committee میں کوئی فیصلہ کیا ہے کہ اس کا افتتاح زاہد خان بحیثیت چیئرمین سٹینڈنگ کمیٹی کریں گے۔ میں نے اس سے پہلے بھی ان سے یہ بات کی ہے کہ یہ بات میرے اور آپ کے درمیان ہے۔ اگر ہم دونوں اس کو حل کرنا چاہیں تو بہتر ہو گا۔ خدا گواہ ہے پیپلز پارٹی اور ANP کے اتحاد کی وجہ سے اور ان کی حکومتوں کے مرکز اور صوبے میں دیگر مسائل کے علاوہ، کوئی منفی پہلو ہیں تو میں نہیں جانتا لیکن جو پختونخوا کے حوالے سے، وہاں پر law and order کے حوالے سے، وہاں پر ترقی کے حوالے سے ہے اور بالخصوص مالاکنڈ ڈویژن قبائل کی طرح تشدد کا شکار رہا ہے اس میں ان دونوں پارٹیوں کا اتحاد وہاں کی ترقی کا واضح جیتا جاگتا ثبوت ہے۔ منسٹر صاحب کے پاس تو وقت ہی نہیں ہے اور شاید ان کے پاس تو یہاں پر آنے کے لیے بھی وقت نہیں ہے، ان کے پاس ملکی سطح پر دوسرے مسائل ہیں یا کچھ اور ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ نے ایک proposal دی کہ میں اور زاہد صاحب اس معاملے کو خود بہتر طریقے سے solve کر لیتے ہیں۔ یہ تو اچھی بات ہے۔ زاہد صاحب! سینیٹر احمد حسن صاحب کہہ رہے ہیں کہ ہم خود اس مسئلے کو بیٹھ کر حل کر سکتے ہیں۔

سینیٹر احمد حسن: جی ہاں بالکل ہمارے درمیان بات ہوئی ہے۔ شاہی سید صاحب ہیں، بنگش صاحب ہیں، چیف منسٹر صاحب ہیں، وہ ہمیں بلائیں، ہم آپس میں بات کریں گے، اگر ہم ایک دوسرے کی leg pulling کریں گے تو ہماری بے عزتی ہو گی اور لوگ تماشا دیکھیں گے۔

سینیٹر محمد زاہد خان: دیکھیں ہر چیز کا کوئی طریقہ ہوتا ہے، اگر کوئی بندہ اٹھ کر مجھ پر impose کرتا ہے کہ آپ نے یہ کرنا ہے تو میں اس کے لیے تیار نہیں ہوں۔ یہ سردار علی صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، میں نے کل ان سے بات کی، آپ سے بات کی، ان سے بات کر لیتے اور میرے پاس آتے اور مجھے کہتے کہ بھئی آپ یہ کریں۔ آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں کہ یہ point of order کی بات تو نہیں تھی۔ ایک منسٹر interfere کرتا ہے اور اپنے اختیارات کا استعمال کرتا

ہے، آخر ہم coalition partner ہیں۔ مجھ پر impose کریں یہ تو میں کسی صورت میں نہیں مانوں گا۔ میرا کان مروڑیں اور میری کنپٹی پر پستول رکھیں اور مجھے کہیں تو میں اس کے لیے تیار نہیں ہوں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: زاہد صاحب اور احمد حسن صاحب! اس مسئلے کو چیمبر میں بیٹھ کر حل کر لیں گے۔ جی میر حاصل خان بزنجو صاحب۔

سینیٹر میر حاصل خان بزنجو: جناب والا! یہ point of order میری طرف سے نہیں ہے۔ میں تمام بلوچستان کے Senators کے behalf پر یہ point of order raise کر رہا ہوں اور مجھے یہ نہیں معلوم کہ آپ point of order پر ruling دے سکتے ہیں یا نہیں دے سکتے اور اگر آپ نہیں دے سکتے تو ہم بلوچستان کے ممبران اس کو Call Attention کی صورت میں لائیں گے۔ دیکھیں اتنی باتیں ہوئیں، ہم اس بات کو چھوڑ دیتے ہیں کہ فیڈرل گورنمنٹ میں کیا ہو رہا ہے، دوسری جگہوں پر کیا ہو رہا ہے۔ ہم سینیٹ کو ہی لے لیں، نیشنل اسمبلی کو لے لیں کہ یہاں سینیٹ میں ہر کسی کی equal representation ہے، ہم اس کو بھی چھوڑ دیتے ہیں۔ بلوچستان کا ایک کوٹا ہوتا ہے۔ ہمارے اپنے ہاؤس میں بلوچستان کے ملازمین میں ہماری equal representation نہیں ہے، نہ وہ کوٹا کے حساب سے ہیں اور نہ یہاں ہمارے لوگ ہیں۔ فیڈرل گورنمنٹ کر سکتی ہے یا نہیں کر سکتی، کم از کم ڈپٹی چیئرمین صاحب! آپ اور چیئرمین صاحب تو یہ کر لیں۔ آپ یہاں بلوچستان کو consider کر لیں۔ ہمارے بلوچستان سے یہاں پر ایک بھی آدمی کی appointment نہیں ہے، peon level تک کا کوئی آدمی موجود نہیں ہے۔ اگر فیڈرل گورنمنٹ نہیں کرتی تو کم از کم سینیٹ تو کرے۔ I need your ruling اگر نہیں تو ہم Call Attention Notice دے دیں گے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: سیکریٹری صاحب! اس مسئلے کو honourable Senator صاحب نے raise کیا ہے تو یہاں سیکریٹریٹ میں جتنے بھی employees ہیں ان کی ایک لسٹ ان کو دے دیں تاکہ پتا چل جائے کہ بلوچستان کی representation ہے کہ نہیں۔ اس کے بعد معاملے کو اسی طرح take up کر لیں گے جس طرح بہتر ہو گا۔ جی حسنی صاحب۔

سینیٹر سردار فتح محمد محمد حسنی: جناب چیئرمین! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اب تک بلوچستان سے کتنے لوگوں کو یہاں سینیٹ میں رکھا گیا ہے؟

جناب قائم مقام چیئرمین: ایک لسٹ سردار صاحب کو بھی دے دیں۔

The House stands adjourned to meet again on Friday, the 3rd August, 2012 at 2:00 P.M.

———————————

[The House was then adjourned to meet again on Friday, the 3rd August, 2012 at 2:00 P.M.]

———————————